پہلا پارہ

تراویح
ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

پہلے پارے کا آغاز سورۃ فاتحہ سے ہوتا ہے۔ اس سورۃ کو ام الکتاب بھی کہا جاتا ہے اور حدیث پاک کے مطابق سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام امراض کی شفا رکھی ہے۔ سورۃ فاتحہ کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی سورۃ توبہ کے علاوہ تمام سورتوں کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ جبکہ سورۃ نمل میں بسم اللہ دو دفعہ مذکور ہے۔ اس طرح کل ملا کر قرآن پاک میں 114 دفعہ بسم اللہ مذکور ہے۔ بسم اللہ کی تلاوت کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہم ہر کام کا آغاز اللہ کے نام کے ساتھ کرتے ہیں جو نہایت مہربان اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ بسم اللہ کے بعد سورۃ فاتحہ میں اللہ کی حمد اور ثنا کا بیان ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جو کہ مہربان اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد اس بات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یوم جزا کا مالک ہے۔ یوم جزا ایک ایسا دن ہے جس میں جزا اور سزا کا صحیح اور حقیقی فیصلہ ہوگا۔ اور ہر ظالم کافر اور غاصب کو اپنے کیے کا جواب دینا پڑے گا۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ میں اس عقیدہ کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرنے والے اور تجھ ہی سے مدد مانگنے والے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے کی طلب کی گئی ہے جو کہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ کا انعام ہوا اور ان لوگوں کا راستہ نہیں جو اللہ کے غضب کا نشانہ بنے یا گمراہ ہوئے۔

سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرۃ ہے۔ سورۃ بقرۃ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ جس گھر میں اسے پڑھا جائے تین دن تک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور اپنے گھروں میں سورۃ بقرۃ پڑھا کرو۔ سورۃ بقرۃ کے آغاز میں تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ایمان والوں کا گروہ جن کا اللہ، یوم حساب، قرآن اور سابقہ کتب پر ایمان ہے اور جو نمازوں کو قائم کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

دوسرا گروہ کافروں کا ہے جو کسی بھی طور پر ایمان اور اسلام کے راستے کو اختیار کرنے پر تیار نہیں۔ تیسرا گروہ منافقین کا ہے جو بظاہر تو ایمان کا دعویدار ہے لیکن ان کے دلوں میں کفر چھپا ہوا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں ان کو چاہیے کہ قرآن کی کسی سورت جیسی کوئی سورت لے کر آئیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو انہیں چاہیے کہ اس آگ سے ڈر جائیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے جد امجد آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا کہ ان کی پیدائش سے قبل اللہ نے کہا تھا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ فرشتے اس سے قبل زمین پر جنات کی یورش دیکھ چکے تھے چنانچہ انہوں نے کہا اے اللہ تو زمین پر اسے پیدا کرے گا جو خون بہائے گا اور فساد پھیلائے گا جب کہ ہم تیری تعریف اور تقدیس میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ نے کہا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنانے کے بعد ان کو علم کی دولت سے بہرہ ور فرمایا۔ اور ان کو اشیاء کے ناموں سے آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد فرشتوں اور آدم علیہ السلام کو جمع کر کے بعض اشیاء کے ناموں کے بارے میں سوالات کیے چونکہ فرشتے ان اشیاء سے بے خبر تھے۔ اس لئے انہوں نے اللہ کی پاکیزگی کا اعتراف اور اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو ان اشیاء کا نام بتلانے کا حکم دیا تو انہوں نے ان اشیاء کے نام فوراً بتا دیئے۔ اللہ نے فرشتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو، اس کو بھی جانتا ہوں۔ جب آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کے سامنے جھک جائیں۔ فرشتوں میں چونکہ سرکشی نہیں ہوتی، اس لئے تمام فرشتے آدم علیہ السلام کے سامنے جھک گئے۔ تاہم عزازیل نامی ایک جن ہے جو کہ کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شامل ہو چکا تھا، اس نے آدم علیہ السلام کی فضیلت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس تکبر پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ذلیل و خوار کر کے اپنی رحمت سے دور فرما دیا اور آدم علیہ السلام کو ان کی اہلیہ کے ساتھ جنت میں آباد فرما دیا۔ ابلیس نے اس موقع پر اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ دنیا تک آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کو راہ ہدایت سے بھٹکانے کے لئے سرگرم رہے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں آباد فرمایا تو ان کو ہر چیز کھانے پینے کی اجازت دی مگر ایک مخصوص درخت کے قریب جانے اور اس کا پھل کھانے سے روک دیا۔ ابلیس جو کہ آگ سے مقام میں جل رہا تھا اس نے آدم علیہ السلام اور جناب حوا کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ آپکو شجر ممنوعہ سے اس لئے روکا گیا ہے کہ کہیں آپکو ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ حوا وسوسے میں مبتلا ہو کر شجر ممنوعہ کے پھل کو کھا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ان سے لباس جنت اور جنت کی نعمتوں کو چھین لیتے ہیں اور ان کو جنت سے زمین پر اتار دیتے ہیں۔ آدم علیہ السلام اور حوا جب معاملے پر غور کرتے ہیں تو انتہائی نادم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ کر دعا مانگتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آدم اور حوا جب اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں تو اللہ ان کی خطا کو معاف فرما دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس امر کا بھی اعلان کر دیتے ہیں کہ زمین پر رہو، میں تمہارے پاس اپنی طرف سے ہدایت بھیجوں گا، پس جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا، نہ اس کو غم ہوگا نہ خوف۔ اب اگر آدم علیہ السلام کی نسل کامیاب ہونا چاہتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

اس پارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر اپنے احسانات اور انعامات کا ذکر بھی کیا اور ان کی نافرمانیوں اور ناشکریوں کا بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بنی اسرائیل پر من و سلویٰ کو نازل فرمایا، ان کو رزق کی تنگ دستی کی ضرورت پیش نہیں آنی تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کو سایہ فگن فرما دیا اور ان کو دھوپ سے محفوظ فرما دیا۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بارہ چشموں کو جاری فرما دیا لیکن ان تمام نعمتوں کو حاصل کرنے کے بعد بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناشکری کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں یہود کی بد عقیدگی کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ وہ بچھڑے کی محبت میں مبتلا تھے۔ گائے اور بچھڑے کی بے بسی کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بچھڑے کو ذبح کرنے کا حکم دیا مگر وہ اس حکم کو ٹالتے رہے۔ کبھی بچھڑے کی عمر پوچھتے کبھی اس کے کام کے بارے میں استفسار کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے ہر سوال کا جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی بچھڑے کو ذبح کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہود کی ایک اور بری خصلت کا ذکر بھی اللہ نے اس پارے میں کیا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے تحریریں لکھتے اور اس کے بعد اس کو اللہ سے منسوب کر دیتے تھے۔ اس کام کا مقصد چند پیسے کمانا ہوتا تھا۔ اللہ نے کہا ہے تباہی ہے ان ہاتھوں کے لئے، جنہوں نے غلط تحریروں کو لکھا اور تباہی ہے اس کمائی پر جو اس کے بدلے کمائی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں یہ بھی بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی لانے کی وجہ سے یہود جبرئیلؑ سے دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں حالانکہ جبرئیلؑ اپنی مرضی سے وحی نہیں لاتے بلکہ اللہ کے حکم سے وحی کو لاتے ہیں۔ اللہ نے اس پارے میں یہ بھی بتلایا کہ یہود حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی تہمت لگاتے تھے حالانکہ سلیمان علیہ السلام اس کام سے بری تھے۔ جادو کو بطور آزمائش ہاروت اور ماروت فرشتے کے ذریعے اتارا گیا تھا اور اس میں یہ اثر تھا کہ یہ میاں بیوی میں تفرقہ پیدا کرتا تھا لیکن یہ ایک کفریہ عمل تھا، جس سے ہر مسلمان کا بچنا ضروری ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور مقام کا بھی ذکر کیا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش میں پورے اترے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام انسانیت کا امام بنا دیا تھا۔ اس سے آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بیت اللہ کو تعمیر کیا اور بیت اللہ کی تعمیر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے لئے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرما کر رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔ اس پارے کے آخر میں اللہ تعالیٰ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ رنگ تو بہت سے ہیں لیکن اللہ کا رنگ سب رنگوں سے بہتر ہے اور مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے رنگ کو ہر رنگ پر فوقیت دینی چاہئے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں پہلے پارے کے مضامین کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے (آمین)

تراویح

ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

دوسرے پارے کا آغاز سورۃ بقرۃ سے ہوتا ہے۔ دوسرے پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے قبلے کی تبدیلی کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں پر جب اللہ نے نماز فرض کی تو ابتدائی طور پر مسلمان بیت المقدس کی طرف چہرہ کر کے نماز ادا کرتے تھے نبی کریم ﷺ کی یہ دلی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ قبلے کو تبدیل کر کے بیت الحرام کو قبلہ بنا دے۔ نبی ﷺ اس تمنا کے اظہار کے لیے کئی مرتبہ اپنے چہرے کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی دلی تمنا کو پورا فرما کر بیت اللہ الحرام کو قبلہ بنا دیا اس پر بعض کم عقل لوگوں نے تنقید کی کہ جس طرح قبلہ تبدیل ہوا مذہب بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قبلے کی تبدیلی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لینا چاہتا ہے کہ کون رسول اللہ ﷺ کا سچا پیروکار ہے اور کون اپنے قدموں پر پھر جانے والا ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اہل کتاب کے پڑھے لکھے لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح باپ اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کا ایک گروہ جانتے بوجھتے ہوئے حق چھپاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے بندوں کو اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا" یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارا ذکر کرنا شروع کر دے تو ہماری کوئی مصیبت اور کوئی دکھ باقی نہیں رہ سکتا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو مخاطب ہو کر کہا "اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی انسان مشکل میں ہو، اس کو مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے نماز اور صبر کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید، نصرت اور محبت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، پس جو کوئی بھی حج اور عمرہ کرے اس کو صفا اور مروہ کا طواف کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی آیات کو چھپاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایسے لوگوں پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو یعنی ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا کہ بے شک زمین و آسمان کی تخلیق میں اور دن اور رات کے آنے میں اور سمندر میں بحری جہازوں اور کشتیوں کے چلنے میں کہ جن کی آمد و رفت میں انسانوں کے لیے بہت سے فوائد ہیں اور آسمان سے بارش کے اترنے میں جو کہ مردہ زمینوں کو زندہ کرتی ہے اور زمین پر آباد ہر قسم کے چوپایوں میں اور ہواؤں کے چلنے میں اور آسمان اور زمین کے درمیان مسخر بادلوں میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے کہ وہ ان نشانیوں کو دیکھ کر اپنے خالق و مالک کو پہچان لیتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حقیقی نیکی یہ ہے کہ انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات، یوم حساب، تمام انبیاء اور ملائکہ پر پختہ ایمان ہو اور وہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے مال کو خرچ کرنے والا ہو۔ نماز کو قائم کرنے والا ہو، زکوٰۃ کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والا ہو، وعدوں کو پورا کرنے والا ہو۔ اور تنگی اور کشادگی میں صبر کرنے والا ہو اور جس میں یہ تمام اوصاف ہو گئے وہی حقیقی متقی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قانون قصاص اور دیت کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت کو قتل کیا جائے گا تاہم اگر کوئی اپنے بھائی کو دیت لے کر معاف کر دیتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے لیکن زندگی بہر حال قصاص لینے میں ہی ہے یعنی دیت کی صورت میں قتل کے باوجود قصاص ہی معاشرے میں بدامنی کے خاتمے کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا ذکر کیا اور مسافروں اور مریضوں کو اس بات کی رخصت دی ہے کہ اگر وہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکیں تو بعد میں کسی اور وقت اپنے روزوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی غرض و غایت بتلائی کہ اس کے ذریعے اوقات اور حج کے ایام کا تعین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کیلنڈر کو سمجھنے کے لیے صرف آنکھوں کی ضرورت ہے۔ انسان کے پاس اگر بینائی ہو تو انسان صرف چاند کو دیکھ کر ہی وقت کا تعین کر سکتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حج کے آداب کا ذکر کیا کہ حج میں بے حیائی، لڑائی اور جھگڑے والی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے اور یہ بھی کہا کہ حاجی کے لیے زادِ راہ کی ضرورت ہے اور سب سے بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ بعض لوگ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں بہترین دے جبکہ بعض لوگ جو ان کے مقابلے میں بہترین دعا مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "اے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بہترین دے اور آخرت میں بھی بہترین دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا"

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے انسانوں کو تکلیف اور آزمائش کو برداشت کرنا پڑے گا اور سابقہ امتوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ انہیں تکالیف، مصائب، زلزلوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ سابقہ رسول اللہ اور ان کے ساتھی پکار اٹھے "اے اللہ آپ کی مدد کب آئے گی" اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں "بے شک اللہ کی مدد قریب ہے" اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے دین سے پھر جانے کے وبال کا بھی ذکر کیا کہ جو شخص اپنے دین سے منحرف ہو جائے گا اور کفر کی حالت میں مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع کر دیں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے بارے میں بتایا کہ گو ان میں بعض فائدے والی باتیں بھی ہیں لیکن ان کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں اس لیے بنی نوع انسان کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کی ایام میں عورتوں سے اجتناب کا حکم دیا اور طلاق کے مسائل کو بھی بیان فرمایا کہ طلاق کا اختیار مرد کے پاس دو دفعہ ہوتا ہے لیکن اگر وہ تیسری طلاق بھی دے دے تو پھر رجوع کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

اس کے بعد اللہ نے رضاعت کی مدت کا ذکر کیا کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے، عورت اپنے بچے کو دو برس تک دودھ پلا سکتی ہے۔ اس کی بعد اللہ نے بیوہ کی عدت کا ذکر کیا کہ بیوہ چاہیے کہ چار مہینے اور دس دن تک عدت پوری کرے۔ اس کے بعد اگر وہ چاہیں اور نکاح کرنا چاہے تو اس کو اس کی مکمل اجازت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کا ذکر کیا کہ تمام نمازوں خصوصاً درمیانی یعنی عصر کی نماز کی حفاظت کرنی چاہیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے حوالے سے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنے نبی شموئیل علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہمیں اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے ایک بادشاہ کی ضرورت ہے۔ جناب شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے طالوت کو آپ کے لیے بادشاہ کے طور پر منتخب کیا ہے اس پر بنی اسرائیل کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ وہ ہمارا بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کے پاس مال کی فراوانی نہیں ہے۔ جواب میں جناب شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے اس کو علم اور طاقت سے نوازا ہے، اس لیے وہ حکومت کا اہل ہے۔ یہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیادت کے انتخاب کے حوالے سے مال کی اہمیت کم اور علم و طاقت کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جناب طالوت اپنے لشکر کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک نہر تھی جناب طالوت نے اپنے لشکریوں کو حکم کیا کہ وہ نہر سے گزرتے ہوئے ایک چلو سے زیادہ پانی پینے سے احتراز کریں۔ جو ایک چلو سے زیادہ پانی پیے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ لشکریوں کی اکثریت پانی کو دیکھ کر صبر نہ کر سکی اور انہوں نے جی بھر کر پانی پی لیا۔ جب لشکر کفار سے مڈبھیڑ ہوئی تو نہر سے جی بھر کر پانی پینے والے بہت کھوٹے اور جن لوگوں نے پانی نہیں پیا تھا وہ بے جگری کے ساتھ لڑے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی تائید کے ساتھ فتح یاب کیا اور اس امر کا اعلان بھی فرما دیا کہ کتنے ہی گروہ جو تعداد میں تھوڑے تھے، اللہ کے حکم سے بہتوں پر غالب آئے۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن مجید کے مضامین کو پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ (آمین)

تیسرا پارہ

تیسرے پارے کا آغاز بھی سورۃ بقرہ سے ہوتا ہے۔تیسرے پارے کے شروع میں اللہ نے اس بات کا ذکر کیا کہ بعض رسولوں کو دوسرے رسولوں پر فضیلت حاصل ہے ان میں سے بعض نے اللہ کے ساتھ کلام کیا اور بعض کے درجات کو اللہ نے بلند فرمادیا۔اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ تمام رسولوں میں سے سب سے زیادہ بلند مقام نبی ﷺ کا ہے۔

اس پارے میں آیت الکرسی ہے جو کہ قرآن مجید کی سب سے افضل آیت ہے۔آیت الکرسی کی تلاوت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ شیاطین کے حملوں سے محفوظ فرمالیتے ہیں۔آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ نے عرش کے بعد اپنی ایک بڑی تخلیق کرسی کا ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی کرسی نے زمین اور آسمان کو گھیرا ہوا ہے۔

آیت الکرسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرتا اور اللہ پر ایمان لے کر آتا ہے وہ ایک مضبوط کڑے کو تھام لیتا ہے۔اللہ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ ایمان لانے والوں کا دوست ہے اور ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی سمت لے کر آتا ہے جبکہ شیطان اور طاغوت کی دوستی اللہ کا انکار کرنے والوں کے ساتھ ہے یہ شیاطین کفر کرنے والوں کو روشنیوں سے نکال کر اندھیروں میں دھکیل دیتے ہیں اور ایسے لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے دربار نمرود میں جناب ابراھیم کے اور نمرود کے مناظرے کا بھی ذکر کیا ہے۔ابرھیم جب نمرود کو پروردگار عالم کی قدرتوں کے بارے میں بتلاتے ہیں تو آپ یہ بات بھی بتاتے ہیں کہ میرا پروردگار زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔تو نمرود ایک بے گناہ کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے اور ایک مجرم کو آزاد کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔اس پر جناب ابراھیم کہتے ہیں کہ میرا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو پروردگار ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا۔اس بات کو سُن کر نمرود لاجواب اور شرمندہ ہو جاتا ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب عزیر کے واقعے کا ذکر کیا کہ ان کا گزر ایک اُجڑی ہوئی بستی سے ہوتا ہے ان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اُجڑی ہوئی بستی کو کیسے زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو سو برس کے لیے سُلا دیتا ہے جب وہ بیدار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پُوچھتے ہیں آپ کتنی دیر تک سوئے رہے وہ کہتے ہیں ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں نہیں بلکہ آپ سو برس تک سوتے رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اپنے کھانے اور گدھے پر غور کریں جب وہ اپنے کھانے کو دیکھتے ہیں تو اس میں کسی قسم کا باسی پن موجود نہیں ہوتا جب وہ اپنے گدھے پر غور کرتے ہیں تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن چکا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ان کے گدھے پر گوشت اور کھال چڑھا کر اس کو دوبارہ زندہ فرمادیتے ہیں جب عزیر اس سارے منظر کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں میں نے جان لیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی طرح جناب ابراھیم نے بھی اللہ تعالیٰ سے پُوچھا اللہ آپ مُردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابراھیمؑ کیا آپ کو یقین نہیں۔جناب ابراھیم جواب میں کہتے ہیں کیوں نہیں لیکن میں تو صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ جناب ابراھیم کو چار پرندوں کو ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں آپؑ ان کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ان کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر پھینک دیں۔جناب ابراھیمؑ ایسا ہی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اے ابراھیمؑ اب آپ ان کو اپنی طرف بُلائیں جناب ابراھیمؑ جب ان ٹکڑوں میں تقسیم پرندوں کو بُلاتے ہیں تو وہ پرندے اللہ کے حکم سے آپؑ کی طرف پرواز کرتے ہوئے چلے آتے ہیں۔بعینہٖ اسی طرح جب انسان مُردہ ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو پکاریں گے تو وہ مُردے پرندوں کی طرح زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے اور بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیے گئے مال کو اللہ تعالیٰ سات سو گنا کر کے پلٹائیں گے اور کئی لوگوں کو اس سے بھی زیادہ بدلہ ملے گا اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کے آداب بھی بتلائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال کو خرچ کرتے وقت دکھاوے اور احسان جتلانے سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہ بھی بتلایا کہ جو لوگ صبح شام اعلانیہ طور پر اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں ان کا اجر اللہ کے پاس ہے اور

اللہ ان کو خوف اور غم سے آزاد فرما دے گا۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے سود کی بھی مذمت کی اور کہا جو لوگ سود کھانے سے باز نہیں آتے ان کا اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے اس سورت میں آیت الدین بھی ہے جو کہ قرآن کی سب سے لمبی آیت ہے اور اس میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ کاروباری معاملات کو لکھ لیا کرو اور اس پر دو گواہیاں ڈال دیا کرو۔اگر دو مرد گواہ میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لیا کرو۔سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی بہت فضیلت ہے اگر ان کو رات کے وقت تلاوت کر لیا جائے تو یہ پُوری رات گزارنے کے لئے کافی ہیں۔

سورۃ بقرہ کے بعد سورہ آل عمران ہے سورہ آل عمران کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو حق کے ساتھ نازل فرمایا جو کہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس سے قبل اس نے تورات اور انجیل کو نازل فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں اپنی تخلیقی قوت کا بھی ذکر کیا کہ وہ رحم مادر میں انسانوں کو جس طرح چاہتا ہے صورت عطا فرما دیتا ہے اور بغیر رنگ، روشنی اور کینوس کے دھڑکتے ہوئے دل والا انسان بنا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ بھی بتلایا کہ قرآن مجید میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکم اور دوسری متشابہ کہا محکم آیات کتاب کی اصل ہیں اور متشابہات کی تاویل کا حکم صرف اللہ کے پاس ہے جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہوتا ہے وہ متشابہات کی تاویل کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں اور اہل ایمان کہتے ہیں جو کچھ بھی ہمارے رب نے اتارا ہمارا اس پر کامل ایمان ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اس لئے جو آخرت کی فلاح و بہبود کا خواہشمند ہے اس کو اسلام کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ بادشاہتوں کا مالک صرف اللہ ہے۔جب چاہتا ہے بادشاہت عطا کر دیتا ہے اور جس سے جب چاہتا ہے بادشاہت کو چھین لیتا ہے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت کا بھی ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نبی آپ اعلان فرمادیں "اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنا لیں گے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ نے آدم، نوح، آل ابراھیم اور آل عمران کو دنیا پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔اللہ نے یہ بھی بتلایا کہ جناب مریم کی ولادت سے پہلے ان کی والدہ نے منت مانی تھی کہ اللہ جو میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں۔جب ان کے یہاں پر سیدہ مریم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے کہا اے اللہ اگر چہ یہ بیٹی ہے لیکن میں پھر بھی اپنی نذر کو پورا کروں گی۔جناب مریم کی کفالت ان کے خالو زکریاؑ کے ذمہ تھی ایک دن وہ جناب مریم کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا وہاں پر بے موسم کے پھل موجود ہیں کہا مریم یہ باقی صفحہ 5 نمبر 5

پھل کہاں سے آئے ہیں جواب میں سیدہ مریم نے کہا اللہ جس کو چاہتا ہے بلا حساب رزق دیتا ہے۔اس پر جناب زکریاؑ نے جو کہ بے اولاد تھے اللہ سے دعا مانگی اللہ اگر مریم کو بے موسم کے پھل مل سکتے ہیں تو مجھے بھی بڑھاپے میں نیک اولاد دے اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر ان کو یحییٰ سے نواز دیا۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب مریم کو بغیر شوہر کے اولاد دی اس پر عیسائی بہت زیادہ شبہات کا شکار ہوئے۔حالانکہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ آدم علیہ اسلام کو بن باپ اور بن ماں کے پیدا کر چکے تھے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ عیسیٰؑ اور یہودی ابراھیم کے بارے میں جھوٹ بولتے تھے کہ وہ یہودی اور عیسائی تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل کو ان کے بعد نازل فرمایا تھا۔کیا پہلے آنے والا بعد میں آنے والی کتابوں کا پیروکار ہو سکتا ہے۔اللہ نے کہا کہ وہ تو یکطرفہ مسلمان تھے۔اس پارے کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ کفر پر مرنے والے اگر زمین کی مقدار کے برابر سونا بھی لے کر آئیں تو اللہ تعالیٰ اس سونے کے بدلے میں انہیں معاف نہیں کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے (آمین)

تراویح

ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

چوتھے پارے کا آغاز سورۃ آل عمران سے ہوتا ہے۔ چوتھے پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت تک انسان نیکی کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اس چیز کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا، جس سے اس کو محبت ہو اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس چیز سے انسان کو پیار ہے، کئی لوگ اپنے استعمال کے لیے تو بڑی اعلیٰ چیزیں رکھتے ہیں لیکن جب اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو گھٹیا چیزوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے انسان کو اپنی عزیز اور پیاری چیزوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے۔ اس پارے میں اللہ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پہلا گھر مکہ مکرمہ میں تعمیر کیا گیا تھا اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ جو بھی اس گھر میں داخل ہوتا ہے اس کو امن حاصل ہو جاتا ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا بھی ذکر کیا کہ اگر اہل ایمان اہل کتاب کے کسی گروہ کی اطاعت اختیار کریں گے تو وہ ان کو ایمان کی سرحدوں سے نکال کر کفر کی حدود میں داخل کر دیں گے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو اس بات کی نصیحت کی کہ ان کو اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لینا چاہیے اور تفرقے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے۔ اگر تمام مسلمان مضبوطی کے ساتھ قرآن کو تھام لیں تو ان کے باہمی اختلافات بآسانی دور ہو سکتے ہیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ قیامت کے دن اہل ایمان کے چہرے سفید اور ایمان کو ٹھکرانے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ سفید چہروں والے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق ٹھہریں گے جبکہ سیاہ چہرے والے اپنے کفر کی وجہ سے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں اس بات کا بھی ذکر کیا کہ مسلمان بہترین امت ہیں جن کی ذمہ داری نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں بہترین امت بننا چاہتے ہیں تو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے راستے پر چلنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ جب مسلمانوں کو کوئی تکلیف آئے تو کافر خوش ہوتے ہیں اور جب ان کو کوئی خوشی حاصل ہو تو کافر غیض و غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر مسلمان صبر اور تقویٰ کا راستہ اختیار کریں تو کافروں کی کوئی خوشی اور ناراضی مسلمانوں کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بدر کے معرکہ کا بھی ذکر کیا اور اپنا وہ احسان یاد دلایا کہ جب مسلمان ضعیف اور کم زور تھے اور کافر ان کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہزاروں فرشتوں کو ان کی مدد کے لیے نازل فرمایا تھا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! دوگنا سود کھانے سے اجتناب کرو۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنت کی طرف تیزی سے بڑھنے کی تلقین کی ہے اور کہا ہے کہ جنت کا عرض زمین اور آسمان کے برابر ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے درمیان دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں، کبھی خوشی حاصل اور کبھی تنگ دستی کے دن آتے ہیں اور کبھی فتح کبھی شکست کے ایام آتے ہیں، ان ایام سے کامیابی کے ساتھ وہ لوگ گزرتے ہیں جن کے پاس پختہ ایمان ہوتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ شہیدوں کو مردہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ وہ پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو رزق بھی عطا فرماتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایات پر حد درجہ مسرور رہتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اپنے اس عظیم احسان کا بھی ذکر کیا ہے کہ اس نے ان میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا جو اللہ تعالیٰ کی آیات ان پر تلاوت کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کو پاک صاف فرماتے ہیں اور ان کی آمد سے قبل یقیناً لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مختلف ایمان والی ایک جماعت کا بھی ذکر کیا جو لوگوں کے اجتماع اور اکٹھ سے بالکل بھی مرعوب نہیں ہوتی اور ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ "ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے" ان کی اس دعا کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو لوگوں کے شر اور فتنے سے محفوظ فرماتے ہیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اللہ کی شان میں کی جانے والی گستاخی کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے معاذ اللہ، اللہ کو فقیر اور اپنے آپ کو غنی کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کی باتوں کو لکھ رہے ہیں اور ان سے قبل وہ انبیاء علیہم السلام کو شہید بھی کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اگلی ان باتوں کی وجہ سے ان کو جلا دینے والا عذاب دوں گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کی غلط عادات کا ذکر کیا کہ بعض لوگ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر گھمنڈ کرتے ہیں اور بغیر کوئی کام کیے تعریف وستائش کے طلب گار ہوتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اس صفت کا بھی ذکر کیا کہ وہ اٹھتے اور بیٹھتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں اور وہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی بنایا ہے بلا جواز نہیں بنایا۔ تخلیق کائنات پر غور کرنے کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کے ساتھ آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ سورۃ آل عمران میں دنیا اور آخرت کی بھلائی سمیٹنے والی بہت سی دعائیں بھی مذکور ہیں، مسلمانوں کو یہ تمام دعائیں مانگنی چاہئیں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکے۔

سورۃ آل عمران کے بعد سورۃ النساء ہے۔ سورۃ النساء کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو کہ ان کا پروردگار ہے اور اس نے ان کو ایک جان یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور ان سے ان کی زوجہ کو پیدا کیا اور پھر کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ذات پات اور برادری وجہ عزت نہیں ہے، اس لیے کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے عملی بداعمالی کو روکنے والی ایک تدبیر بھی بتلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "تم اپنی من پسند دو، تین اور چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو تاہم اگر تم محسوس کرو کہ تم انصاف نہیں کر سکتے تو ایسی صورت میں ایک ہی کافی ہے" اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کے مسائل کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والد کی جائیداد میں سے بیٹوں کا بیٹیوں کے مقابلے میں دوگنا حصہ رکھا ہے۔

اگر کسی انسان کی صرف بیٹیاں ہوں تو اس صورت میں وہ انسان کی وہ تہائی جائیداد کی مالک ہوگی اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو وہ نصف جائیداد کی مالک ہوگی۔ شوہر اپنی بیوی کی جائیداد میں ایک چوتھائی حصے کا مالک ہوگا جبکہ بیوی اپنے شوہر کی جائیداد میں آٹھویں حصے کی مالک ہوگی۔ والد اور والدہ کا اپنے بیٹے کی جائیداد میں چھٹا حصہ ہوگا۔ اسی طرح بے اولاد شخص کی جائیداد اس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگی۔ جائیداد کی تقسیم سے قبل انسان کے ذمہ واجب الادا قرض ادا کرنا چاہیے اور اگر اس نے کسی کے حق میں کوئی وصیت کی ہو تو کل ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہو سکتی، اس کو ادا کرنا چاہیے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حق مہر کھا لینے سے ارشاد فرمایا کہ "انسان اپنی بیوی کو حق مہر کے طور پر خزانہ بھی دے سکتا ہے اور انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ حق مہر دینے کے بعد اس کو واپس لینے کی کوشش کرے۔"

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان رشتوں کا ذکر کیا جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے، انسان کے لیے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اپنی ماں، اپنی بیٹی، اپنی بہن، اپنی خالہ، اپنی پھوپھی، اپنی بھتیجی، اپنی بھانجی، اپنی رضاعی والدہ، اپنی رضاعی بہن، اپنی ساس، اپنی بہو اور اپنی سوتیلی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح دو بہنوں سے بیک وقت شادی کرنا اور شادی شدہ عورت سے اس وقت تک نکاح کرنا بھی ناجائز ہے جب تک اس کو طلاق نہ ہو جائے یا اس کے خاوند کا انتقال نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قتل کی اشاعت میں 126 ویں سطر میں سہواً یہ لکھا چھپ گیا اسے عیسائی پڑھا جائے۔

تراویح
ترجمہ وخلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

پانچویں پارے کا آغاز بھی سورۃ النّساء سے ہوتا ہے۔ چوتھے پارے کے آخر میں اُن رشتوں کا ذکر کیا گیا تھا، جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ پانچویں پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے لیے چنی جانے والی عورتوں کے اوصاف کا ذکر کیا کہ نہ ان میں بُرائی کی علّت ہونی چاہیے اور نہ ان میں غیروں سے خفیہ مراسم پیدا کرنے کی بُری عادت ہونی چاہیے۔ اسی طرح انسان جب کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کرے تو اس کو عورت کے اہلِ خانہ کی اجازت سے یہ کام کرنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نصیحت کی ہے کہ ان کو باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال ہڑپ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ مسلمان کو چاہیے کہ باہمی رضا مندی سے ایک دوسرے کے ساتھ تجارت کیا کریں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے خودکشی کی شدید مذمّت کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت زیادہ رحم فرمانے والے ہیں اور جو کوئی اس ظالمانہ حرکت کا ارتکاب کرے گا، اس کو آگ میں ڈالا جائے گا اور اللہ کے لیے یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں اپنے بندوں کو خوش خبری بھی دی ہے کہ اگر وہ بڑے گناہوں سے بچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور ان کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے گھریلو سطح پر اختیارات کا تعین بھی فرمادیا کہ مرد، عورتوں پر نگراں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے ہمیشہ مرد وزن کے باہمی حقوق کا ذکر کیا ہے لیکن جب حتمی فیصلے کرنے کے اختیار کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فوقیت دی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو مردوں کی وہبی فضیلت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عام طور پر گھروں کے اخراجات مردوں کے ذمّے ہوتے ہیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے والدین، قریبی اعزّہ واقارب، یتیموں، مسکینوں، قریبی ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں سے حُسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ ہر گناہ کو معاف کر سکتے ہیں لیکن وہ شرک کو کسی بھی طور پر معاف نہیں کریں گے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حسد کی بہت مذمّت کرتے ہوئے کہا کہ حسد کرنے والے لوگ درحقیقت اللہ کے فضل اور عطا سے حسد کرتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کیے جانے والے انعامات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ابراہیم علیہ السّلام کی آل کو نبوّت اور حکومت سے نوازا تھا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام کا بھی ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں کہ ان کو آگ میں ڈالا جائے گا اور جب آگ کی وجہ سے ان کی کھال جل جائے گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو نئی کھال دے دیں گے تاکہ ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہو سکے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک اہم حکم دیا کہ امانتوں کو ان کے اہل اور حق داروں کے سپرد کرنا چاہیے۔ اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ نا اہل لوگوں کو کسی دباؤ اور سفارش کی وجہ سے کوئی ذمّہ داری نہ مل جائے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں اور حکام یا علماء کی بھی اطاعت کریں، تاہم کسی بھی معاملے میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پلٹ جانا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت کا بھی ذکر کیا کہ جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ اسی طرح اس پارے میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور صلحاء کے ہمراہ ہوں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے آداب بھی بتلائے کہ جب بھی کسی قوم کے ساتھ مسلمان افواج جنگ کرنے جارہی ہوں تو اگر وہ لوگ فوج کشی کے دوران اپنے اسلام کا اعلان کریں تو ان کے ایمان پر شک نہیں کرنا چاہیے اور ایسی قوم کو امان دینی چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے تحفے اور سلام کا جواب دینے کے آداب بھی بتلائے ہیں کہ جب کوئی کسی کو سلام کہے یا تحفہ دے تو ایسی صورت میں بہتر جواب اور بہتر تحفہ پلٹانا چاہیے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں کم از کم اتنا جواب اور اتنا تحفہ ضرور دینا چاہیے جتنا وصول کیا گیا ہو۔

اس پارہ میں اللہ تعالیٰ نے دارالکفر میں رہنے والے مسلمانوں کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے فرائض اور واجبات کو احسن انداز میں ادا کریں، اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو ان کو اس ملک سے ہجرت کر جانی چاہیے۔ اگر وہ ہمت اور استطاعت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتے تو ان کو اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا پڑے گا تاہم ایسے لوگ اور عورتیں جو معذوری اور بڑھاپے کی وجہ سے ہجرت سے قاصر ہونگے تو اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہیں کریں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے نماز کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نماز حالتِ جہاد میں بھی معاف نہیں ہے، تاہم جہاد اور سفر کے دوران نماز کو قصر کیا جا سکتا ہے۔ خوف اور جنگ کی حالت میں فوج کے ایک حصہ کو اپنی پیشہ ورانہ ذمّہ داریوں کو ادا کرنا چاہیے جب کہ ایک حصے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز ادا کرنا چاہیے اور جوں ہی امن حاصل ہو جائے، نماز کو بروقت اور احسن انداز سے ادا کرنا چاہیے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو مومنوں پر وقتِ مقرر پر فرض کیا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی بھی مذمّت کی ہے اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا رخ اس کی مرضی کے راستے کی طرف موڑ دیں گے اور اس کا ٹھکانہ جہنّم کی آگ ہے جو کہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے درمیان عدل کی تلقین کرتے ہوئے واضح کیا کہ انسان استطاعت کے باوجود مکمل عدل نہیں کر سکتا لیکن کم از کم کسی ایک بیوی کی ذمّہ داریوں سے مکمل لاتعلق نہیں ہو جانا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر شوہر ایک بیوی کی طرف زیادہ رغبت رکھے تو دوسری بیوی اگر سمجھوتہ کرتی ہے تو وہ اعلیٰ طرزِ عمل کا مظاہرہ کرتی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حق اور عدل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی صاحبِ ایمان کو عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے، خواہ اس کی زد میں اس کی اپنی ذات، اس کے والدین اور قریبی اعزّہ واقارب بھی کیوں نہ آجائیں اور اس کے علاوہ امیر اور غریب کی تفریق بھی نہیں کرنی چاہیے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے طرزِ عمل کا بھی ذکر کیا کہ وہ جب کافروں کا پلہ بھاری دیکھتے ہیں تو کافروں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور جب مسلمانوں کا پلہ بھاری دیکھتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ منافقوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ان پر گہری نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ منافق جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی سستی اور لاپروائی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر انتہائی کم کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کی توجہ نماز سے کہیں زیادہ دنیاوی معاملات پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ بے شک منافقوں کو جہنّم کے سب سے گہرے گڑھے میں پھینکا جائے گا اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا۔ تاہم جو سچے دل سے توبہ تائب ہونگے اور اپنی اصلاح کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کو مومنوں میں شامل فرمائیں گے اور مومنوں کو یقیناً بہت بڑا اجر ملنے والا ہے۔

اس پارے کے آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے بارے میں اپنے بندوں کو بتلاتے ہیں کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لے آئیں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں تو اللہ تعالیٰ کو انہیں عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایمان اور شکر گزاری کے راستے کو اختیار کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چھٹے پارے کا آغاز سورۃ النساء سے ہوتا ہے اور چھٹے پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اعلانیہ کی جانے والی غلط بات کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ اگر کوئی مظلوم شخص اعلانیہ اپنے ساتھ کیے جانے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائے تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس طرز عمل کا ذکر کیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو تو مانتے ہیں لیکن رسول ﷺ کی بات کو نہیں مانتے یا دوسرے ترجمے کے مطابق بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں یعنی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو تو مانتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ حقیقی کافر ہیں جبکہ مومنوں کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کو بیک وقت مانتے ہیں یا دوسرے ترجمے کے مطابق تمام رسولوں کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کو ان کا اجر ضرور دوں گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ایک غلط بات کا ذکر کہ وہ سیّدہ مریم پر معاذ اللہ بُرائی کی تہمت لگاتے تھے اور اپنی دانست میں انہوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بھی شہید کر دیا تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو جناب عیسیٰؑ کو شہید کیا گیا اور نہ ان کو صلیب دی گئی بلکہ اللہ نے ان کو زندہ آسمانوں کی طرف اُٹھا لیا۔ اسی طرح ان کو اللہ نے سود کھانے سے روکا تھا لیکن وہ اس غلط کام میں مسلسل ملوّث رہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر دیا تھا۔ لیکن اہلِ کتاب کے پختہ علم والے لوگ جو کہ قرآن اور سابقہ الہامی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان لے آتے ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم تیار کر دیا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر اسی طرح وحی کو نازل فرمایا تھا، جس طرح جناب نوحؑ، جناب ابراہیمؑ، جناب اسماعیلؑ، جناب اسحاقؑ، جناب یعقوبؑ، جناب عیسیٰؑ، جناب ایوبؑ، جناب ہارونؑ، جناب داؤدؑ اور جناب سلیمانؑ پر وحی کو نازل کیا تھا۔ اسی طرح اللہ نے اس بات کی بھی شہادت دی کہ جو کچھ اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا، اپنے علم سے نازل کیا اور اللہ اور اس کے فرشتے اس بات پر گواہ ہیں اور اللہ کی شہادت پر بھروسا کرنا ہی کافی ہے۔

اس پارے میں اللہ نے اہلِ کتاب کو اس کفر سے روکا ہے کہ انہیں عیسیٰ علیہ السلام کو جو کہ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں، اللہ کا بیٹا نہیں کہنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اپنی دلیل اور واضح روشنی بھی قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ جو بھی قرآن مجید کو مضبوطی کے ساتھ تھامے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل اور رحمت میں داخل فرمائے گا اور اس کو صراطِ مستقیم پر چلائے گا۔

اس کے بعد سورہ مائدہ ہے۔ سورۃ مائدہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اپنے وعدے پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ انہیں کامیابی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہیں کرنا چاہیے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ اللہ نے ہر اعتبار سے دین کو مکمل کر دیا ہے، اپنی نعمتوں اور دینِ اسلام کو بطور دین منتخب کر لیا ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو مومنہ عورتوں کے ساتھ ساتھ اہلِ کتاب کی پاک دامن عورتوں سے بھی نکاح کی اجازت دی ہے لیکن یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ یہ اجازت مسلمان عورتوں کے لیے نہیں ہے۔ سورۃ البقرۃ اور سورۃ الممتحنہ کے مطابق مسلمان عورتوں کو صرف مسلمان مردوں ہی سے شادی کرنی چاہیے۔

سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس قول کو رد کیا کہ وہ معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ مریمؑ اور زمین پر جو کوئی بھی موجود ہے، ان کو فنا کے گھاٹ اتار دے تو اللہ تعالیٰ کو کون پوچھ سکتا ہے۔ قادرِ مطلق عیسیٰ علیہ السلام کی ذات نہیں بلکہ اللہ کی ذات ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے اس قول کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب ہو کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرو کہ جب اس نے تم میں سے انبیا کو مبعوث کیا اور تمہیں حکومت عطا کی، بنی اسرائیل کے لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرام کے باوجود نافرمانی پر تلے رہے اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے ارضِ فلسطین میں داخل ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ آپ اور آپ کا رب جہاد کریں، ہم تو اس زمین پر داخل نہیں ہوں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ کر اپنی قوم کی نافرمانی کا شکوہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے چالیس برس تک قومِ موسیٰ کو زمین پر بغیر کسی منزل کے چھوڑ دیا۔ وہ ٹھوکریں کھاتے تھے لیکن ان کو منزل کا سُراغ نہ ملتا تھا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے باہمی تنازعے کا بھی ذکر کیا کہ ایک بیٹے کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا اور دوسرے کی قربانی کو قبول نہ کیا۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی، اس نے اپنے بھائی سے حسد کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ نیک اور صالح بھائی نے جواب میں کہا کہ اپنی ذات میں تقویٰ پیدا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اس اچھی نصیحت کو قبول کرنے کی بجائے حاسد بھائی نے بلاوجہ اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد اس کو سمجھ نہ آیا کہ اپنے جرم پر کیسے پردہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی اثنا میں ایک کوّے کو بھیجا، جس نے مٹی کھود کر ایک مردہ کوّے کو دفنایا۔ اس سارے منظر کو دیکھ کر قاتل کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں تو اس کوّے سے بھی بدتر ہوں کہ اپنے جرم پر پردہ ڈالنے سے بھی قاصر ہوں، وہ اپنے کیے پر انتہائی شرمندہ اور نادم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے واقعے کو بیان فرما کر انسان کے قتل کی شدید مذمت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ایک انسان کا ناحق قتل کرتا ہے، وہ صرف ایک انسان کا قتل نہیں کرتا، بلکہ پوری انسانیت کا قتل کرتا ہے اور جو ایک کو زندہ کرتا ہے، وہ ایک شخص کو زندہ نہیں کرتا، پوری انسانیت کو زندہ کرتا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمین پر فساد پھیلانے والوں کے لیے سخت سزا تجویز کی ہے کہ ان کو پھانسی دے دینی چاہیے یا ان کو قتل کر دینا چاہیے یا ان کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ دینا چاہیے یا ان کو جلا دینا چاہیے، یہ ان کے کیے کی سزا دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب تو انتہائی دردناک ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے چوری کی سزا بھی بتلائی کہ چور اور چورنی کے ہاتھ کو کاٹ دینا چاہیے، یہ ان کے کیے کی سزا ہے، جو لوگ شرعی سزاؤں پر تنقید کرتے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ صاحبِ حکمت ہے اور اس کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کرنے چاہییں اور جو ایسا نہیں کرتا، اللہ نے اس کے لیے تین وعیدیں بتلائیں کہ ایسا شخص یا تو ظالم ہے یا گناہ گار ہے یا کافر ہے، سچا مسلمان اللہ کے قوانین کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے دوستی کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ جو ان سے دلی دوستی رکھتا ہے، وہ انہی میں سے ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس امر کی تلقین کی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ پیغامات کو پھیلائیں، آپ کے دشمن آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ذاتِ باری کے بارے میں منفی اقوال کو بھی پیش کیا کہ معاذ اللہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ تنگ ہیں، اللہ نے کہا کہ ان کے ہاتھ تنگ ہیں اور ان پر لعنت ہو اپنے قول کی وجہ سے، اللہ نے کہا کہ پروردگار کے ہاتھ کھلے ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ جناب داؤدؑ اور عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی، اس لیے کہ وہ بُرائی کے کاموں سے روکنے کی بجائے خود اس میں ملوّث ہو چکے تھے اور ان کا یہ کام انتہائی برا تھا۔ ہم مسلمانوں کو بھی برائی کے کام سے روکنے کا عمل جاری رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے (آمین)

ساتواں پارہ

ساتویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے نرم دل اور ایمان شناس عیسائیوں کی جماعت کا ذکر کیا ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کے کلام کی تلاوت کی جاتی ہے تو حقیقت کو پہچاننے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں اور وہ لوگ حق کو پہچاننے کے بعد اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے سامنے قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت کی گئی جن کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ساتھ تھا۔ آیات سننے کی دیر تھی کہ جناب نجاشی کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

ساتویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں پاک چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہیں کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے پاک رزق کو کھانا چاہیے اور اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی بلا ارادہ کھائی گئی قسموں کا مواخذہ نہیں کرتے لیکن جب کسی قسم کو پوری پختگی سے کھایا جائے تو ایسی صورت میں اس قسم کو پورا کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص کسی مجبوری یا جائز سبب کی وجہ سے اپنی قسم کو پورا نہیں کرتا تو اس صورت میں اس کو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے یا ان کے کپڑوں کا انتظام کرنا چاہیے یا تین دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے، بت گری اور پانسے کو بدترین شیطانی کام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی اور جوئے کے نقصانات بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک شیطان، جوئے اور شراب نوشی کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے اور ان کو نماز اور اللہ کے ذکر سے دور رکھتا ہے۔ اہل ایمان کو ان تمام شیطانی کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے سمندری شکار کو بھی حلال قرار دیا ہے اور حالت احرام میں خشکی کے شکار کو منع کیا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بکثرت سوال کرنے سے بھی روکا ہے۔ کئی مرتبہ کثرت سوال کی وجہ سے جائز اشیا بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ مُردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ اور جب پھلبہری اور کوڑھ کے مریضوں پر ہاتھ پھیرتے تو وہ شفایاب ہو جاتے تھے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا لیا جائے، اس پر جناب عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں جواب دائر فرمائیں گے کہ میں نے تو ان کو صرف وہی کہا تھا، جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اللہ رب العزت کی پوجا کی جائے اور جب تک میں ان کے درمیان رہا، ان کو اسی بات کی تلقین کرتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تُو ہی ان کے احوال سے واقف رہا، اگر تُو ان کو عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کرنا چاہے تو تُو غالب حکمت والا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ آج کے دن کامیابی صرف سچائی کی بنیاد پر ہی حاصل ہوگی یعنی جو لوگ توحید پر قائم رہے، وہی جنت میں داخل ہوں گے اور شرک کا راستہ اختیار کرنے والے ناکام اور نامراد ہوں گے۔

سورۃ المائدہ کے بعد سورۃ انعام ہے۔ سورۃ انعام کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو زمین اور آسمان کا خالق ہے اور جس نے اندھیروں اور اجالوں کو پیدا کیا مگر کافر پھر بھی اس کا شریک بناتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو رہنے کا ایک وقت دیا پھر ایک مخصوص مدت کے بعد اس کو زندہ کیا جائے گا لیکن انسان ہے کہ دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں شک کا شکار ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اس بات کا ذکر کیا کہ اللہ ہی ہے آسمان اور زمین میں جو کہ انسان کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے جو وہ کماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اپنی حکمت کی وسعت کا بھی ذکر کیا اور ارشاد فرمایا کہ دن اور رات میں جو کچھ بھی موجود ہے، اس کا رب اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ انسان کو کوئی گزند پہنچانا چاہیں تو اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا اور اگر وہ اس کو خیریت سے رکھیں تو بھی وہ ہر چیز پر قادر ہیں یعنی انسان کی حالت کو بدلنا ان کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں یہ بھی بتلایا کہ اہل کتاب کے صاحب علم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح کوئی اپنے سگے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لا کر اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ کافروں کے طعن و تشنیع رسول اللہ ﷺ کو دکھ پہنچاتے تھے۔ اللہ نے اپنے نبی کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا کہ یہ ظالم لوگ در حقیقت آپ کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ نے مزید کہا کہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا لیکن انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے اور دوسری اذیتوں کو صبر سے برداشت کیا، یہاں تک کہ اللہ کی مدد ان کو آن پہنچی۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وسعت کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کے خزانوں کی چابیاں ہیں اور ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ خشکی اور سمندر میں جو کچھ بھی موجود ہے، اس کو جانتے ہیں اور کوئی پتہ جو زمین پر گرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتے ہیں اور کوئی ذرہ جو کہ زمین کے کسی اندھیرے مقام پر پڑا ہے، وہ اس کو بھی جانتے ہیں اور ہر خشک و تر سے پوری طرح واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جو ہماری روحوں کو رات کے وقت قبض کر لیتے ہیں اور جو کچھ ہم دن میں کرتے ہیں، اس سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا بھی ذکر کیا کہ وہ بت پرستی کے ساتھ ساتھ ستارہ پرستی میں بھی مبتلا تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے دلائل کے ساتھ ان کی ستارہ پرستی کی تردید کی تھی۔ آپ نے رات کے وقت روشن ستارے کا مشاہدہ کیا اور جب وہ صبح کے وقت ڈوب گیا تو آپ نے کہا مجھے ڈوب جانے والوں سے محبت نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے چاند کا مشاہدہ کیا، جب وہ بھی صبح کے وقت ڈوب گیا تو آپ نے پروردگار عالم سے رہنمائی طلب کی تھی، پھر آپ نے سورج پر غور کیا جو کہ اجرام سماویہ میں سے بظاہر سب سے بڑا تھا۔ جب سورج بھی شام کے وقت غروب ہو گیا تو آپ نے اس امر کا اعلان فرما دیا کہ میں اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کی سمت متوجہ کرتا ہوں، جس نے آسمان و زمین کو بنایا ہے اور میں یک سو ہوں اور شرک کرنے والوں میں شامل نہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ نے توریت کو موسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور کہتا ہے مجھ پر وحی نازل ہوئی یا اس طرح کا کلام نازل ہوا ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جب ظالموں پر موت کی سختیاں طاری ہوں گی تو موت کے فرشتے ان کے ہاتھوں کو پھیلائیں گے اور ان کو کہیں گے کہ خود اپنی جانوں کو باہر نکالو۔ تم کو آج ذلت کے عذاب کا مزا چکھنا ہوگا، اس بات پر کہ جو تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کرتے تھے اور اس کی آیات کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ انہیں غیر اللہ کے پجاریوں کو گالی نہیں دینی چاہیے کہ یہ لوگ معاذ اللہ جواب میں اللہ کو گالی دیں گے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ وہ آنکھوں کو پاتا ہے مگر آنکھیں اس کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں، تاہم 29ویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا کہ جنت و جہنم میں جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نعمت سے بھی بہرہ ور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے (آمین)

تراویح
ترجمہ وخلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

آٹھویں پارے کا آغاز بھی سورۃ انعام سے ہوتا ہے ۔آٹھویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی سرکشی کا ذکر کیا ہے کہ اگر ان پر فرشتے اتر آئیں ،مردے ان سے کلام کرنا شروع کردیں اور ہر چیز کا نتیجہ ان کے سامنے آجائے، تب بھی ایمان نہیں لائیں گے اور لوگوں کی اکثریت جاہل ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ زمین پر رہنے والوں کی اکثریت کی پیروی کرنے سے انسان گم راہ ہو جاتا ہے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، اس کو کھانا درست نہیں ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ نبوّت اور رسالت، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کو اس کا نبی یا رسول ہونا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ کی نبوّت پر اعتراض کرنے والے کافر سرداروں کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے بتلایا کہ رسول پاک ﷺ کو نبوّت اللہ کی مرضی سے ملی ہے، اس لیے ان کا حسد بلا جواز ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کا سینہ اسلام کے لیے تنگ ہو جائے، گویا کہ وہ آسمان کی بلندی سے نیچے گر پڑا ہے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کے قتل کی شدید مذمّت کی ہے اور کہا ہے کہ وہ لوگ گھاٹے میں ہیں، جنہوں نے اپنی اولادوں کو بے وقوفی سے قتل کر دیا اور اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کے جائز کیے ہوئے رزق کو حرام قرار دیا۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب فصلوں کی کٹائی کا دن آئے، اس دن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا کرو، جب اللہ تعالیٰ ہر چیز عطا فرمائے تو اس کا حق بھی بروقت ادا ہونا چاہیے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رزق کی ان چار بڑی اقسام کا بھی ذکر کیا جو انسانوں پر حرام ہیں پہلا رزق جو انسانوں پر حرام ہے وہ مُردار ہے، اسی طرح بہتا ہوا خون انسانوں پر حرام ہے، اسی طرح خنزیر کا گوشت بھی انسانوں پر حرام ہے اور اسی طرح غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ بھی انسانوں پر حرام ہے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس غلط عذر کو بھی رد کیا کہ وہ اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں کہیں گے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ان سے پہلے لوگ اور ہمارے آباؤ اجداد ہرگز شرک نہ کرتے ۔اللہ تعالیٰ مزید کہتے ہیں کہ اے نبی آپ ان کو کہہ دیجیے کہ جو اللہ نے تحریر کیا ہے، تم اس کو جانتے ہو گویا کہ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ لوگ غلطی تو خود کرتے ہیں لیکن خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بعض کبیرہ گناہوں کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک نہیں کرنا چاہیے اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا چاہیے اور اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل نہیں کرنا چاہیے اور فحاشی چاہے چھپی ہو، چاہے اعلانیہ ہو، اس کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے اور کسی کو ناحق قتل نہیں کرنا چاہیے اور یتیم کے مال کو ناجائز طریقے سے استعمال نہیں کرنا چاہیے اور ترازو کو صحیح طریقے سے پکڑنا چاہیے اور جب بات کی جائے، عدل سے کرنی چاہیے، چاہے قریبی عزیز بھی اس سے متاثر ہو اور اللہ تعالیٰ سے کیے گئے یا اس کے نام پر کیے گئے وعدوں کو پُورا کرنا چاہیے اور ان تمام نصیحتوں کا بنیادی مقصد انسانوں میں عقل اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی بھی بڑی شدّت سے مذمّت کی ہے جو اپنے دین میں تفرقہ پیدا کرتے اور گروہوں میں بٹ جاتے ہیں، ایسے لوگوں کا معاملہ اللہ کے ذمّہ ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کیے سے آگاہ کرے گا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں رحمت کا بھی ذکر کیا ہے کہ جو ایک بُرائی کرے گا اس کو ایک ہی کا بدلہ ملے گا اور جو ایک نیکی کرے گا، اس کو اس جیسی دس نیکیاں ملیں گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السّلام کو حکم دیا ہے کہ وہ اعلان فرمائیں کہ بے شک میری نمازیں، میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا بھی کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد سورۃ اعراف ہے ۔اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیارے حبیب (علیہ السّلام) جو قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے، آپ اس کی پیروی کریں ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے وزن کا ذکر کیا ہے کہ کل قیامت کو وزن حق اور انصاف کے ساتھ ہو گا تو جس کا پلڑا بھاری ہو گا، وہ کامیاب ہو گا اور جس کا پلڑا ہلکا ہو گا تو یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے ہماری آیات کو رد کر کے اپنی ہی جانوں کا نقصان کیا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بہت بڑے انعام کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر ٹھہرایا اور اس کے لیے مختلف طرح کے پیشے بنائے مگر پھر بھی کم ہی انسان ہیں جو شکر گزار ہیں ۔اس فرمان کا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طبیعتوں کے لحاظ سے مختلف طرح کے پیشے تجویز کیے تھے اور ان کا مقصد ہر انسان کے ذوق کی تسکین تھا لیکن انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا ۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور ابلیس کے واقعہ کو پوری وضاحت سے بیان کیا کہ کس طرح ابلیس نے جھوٹی قسم کھائی کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ کو اس لیے شجرِ ممنوعہ سے روکا گیا کہ کہیں آپ فرشتے نہ بن جائیں یا آپ کو ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے ۔آدم اور حوّا ابلیس کے وسوسے کا شکار ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو یاد دلایا کہ کیا میں نے آپ کو اس درخت کے قریب جانے سے نہیں روکا تھا اور کیا میں نے آپ کو نہیں بتلایا تھا کہ شیطان آپ کا کھلا دشمن ہے، اس پر آدم اور حوّا نے اللہ کی بارگاہ میں آ کر دُعا مانگی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے ۔اللہ تعالیٰ نے اس عجز و نیاز والی التماس پر آدم علیہ السّلام اور جناب حوّا کو معاف فرما کر اپنے مقربین میں شامل کر لیا اور اولادِ آدم کو اس بات کی وصیت کی کہ کہیں تمہیں شیطان اس طرح فتنے میں مبتلا نہ کر دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنّت سے بے لباس کر کے اتروا دیا تھا۔اللہ تعالیٰ انسانوں کو خبردار کرتے ہوئے کہتے ہیں بے شک شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں، جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسجدوں میں آنے کے آداب کا بھی ذکر کیا کہ مسجد میں آتے ہوئے انسانوں کو اپنی زینت کو اختیار کرنا چاہیے اور اچھا لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جہنّمیوں اور جنّتیوں کے مکالموں کا بھی ذکر کیا کہ جہنّمی، جنّتیوں کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ جو رزق اور پانی تمہیں ملا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کچھ دو تو جواب میں جنّتی کہیں گے کہ اللہ نے اس کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔

اللہ نے اس پارے میں اصحابِ اعراف کا بھی ذکر کیا ۔اصحابِ اعراف ایسے لوگ ہوں گے جو جہنّم کے عذاب سے محفوظ ہو گئے لیکن اعمال میں کم زوری کی وجہ سے جنّت حاصل کرنے میں ناکام ہو جائیں گے، جب جنّتیوں کو دیکھیں گے تو حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی جنّتی ہوتے اور جب جہنّمیوں کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ سے بچا لیا ہے، ایک مخصوص مدّت گزارنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو جنّت میں داخل فرما دے گا ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ خوف اور طمع کے ساتھ اللہ کو پکارتے رہنا چاہیے۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے ۔اس پارے کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کا ذکر کیا ہے جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں، ان کا تفصیلی ذکر سورۃ ھود میں ہو گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے ۔(آمین)

نویں پارے کا آغاز بھی سورۃ اعراف سے ہوتا ہے ۔سورۃ اعراف کا آغاز جناب شعیب علیہ السلام کے واقعہ سے ہوتا ہے ۔جناب شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ مال کی محبت میں اندھے ہو چکے تھے اور اس حوالے سے حرام وحلال کی تمیز کو بھلا چکے تھے۔ جناب شعیب علیہ السلام نے جب ان کو پورا تولنے اور ماپنے کا حکم دیا تو انہوں نے ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم نے شعیب علیہ السلام کی پیروی کی تو گھاٹے میں پڑ جاؤ گے ۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حالانکہ حقیقی خسارہ اور گھاٹا تو شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے والوں کے لیے تھا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان اور تقویٰ کو اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسمان اور زمین سے برکات کے دروازے کھول دیں گے ۔لیکن چونکہ وہ اللہ کے احکامات کو جھٹلاتے ہیں، اس لیے مالک ان پر گرفت کرتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے دربار میں آمد کا ذکر کیا اور بتلایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کو توحید کی دعوت دینے آئے اور فرعون نے سرکشی کا مظاہرہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اللہ کی عطا کردہ نشانیوں کو ظاہر فرمایا۔ آپ نے اپنے عصا کو زمین پر گرایا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا، آپ نے اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ روشن ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی اتنی واضح نشانیوں کو دیکھ کر بھی فرعون اور اس کے مصاحب سرکشی پر تلے رہے اور جناب موسیٰ" اور ہارون علیہ السلام کو جادوگر قرار دے دیا۔ فرعون نے اپنے درباریوں سے مشورہ کرنے کے بعد میدان مدین کو مقابلے کے میدان کے طور پر منتخب کیا اور سلطنت میں منادی کروائی کہ تمام جادوگر میدان مدین میں جمع ہو جائیں، جب سلطنت کے سرکردہ جادوگر فرعون کے پاس پہنچے تو فرعون نے انہیں کہا کہ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تو میں تمہیں مقربین میں شامل کر لوں گا ۔میدان مدین میں حق اور باطل کے عظیم الشان معرکے کا بندوبست کیا گیا اور جادوگروں نے پہلے سحر کاری کا مظاہرہ کیا اور اپنی رسّیوں کو زمین پر پھینک دیا، تمام رسّیاں دیکھنے والوں کے لیے سانپ بن گئیں، وقتی طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کا ذہن بھی جادو سے متاثر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی کہ آپ اپنے عصا کو زمین پر پھینکیں جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو زمین پر پھینکا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا اور ساری رسّیوں کو نگل گیا ۔جب جادوگروں نے عصا کو اژدھا بنتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو کی کرشمہ سازی نہیں بلکہ معجزاتی اثرات ہیں اور فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لے آئے ۔اس سارے منظر کو دیکھ کر فرعون غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور بجائے حق کو قبول کرنے کے دھمکیاں دینے پر اتر آیا اور جادوگروں سے کہنے لگا کہ موسیٰ تمہارا ہی بڑا ہے اور تم پہلے ہی اس کے ساتھ ملے ہوئے تھے ۔ میں تمہارے ہاتھوں کو کاٹ دوں گا بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے کہ اپنے موقف سے رجوع کرو۔ اس پر جادوگروں نے کہا کہ اے فرعون! تو ہم سے صرف ایمان کی وجہ سے انتقام لے رہا ہے، ہم اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں صبر عطا کرے اور ہمیں اسلام پر موت دے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ نے فرعون اور اس کے قبیلے پر مختلف قسم کے عذاب مسلط کیے ۔اللہ تعالیٰ نے کبھی پھلوں کو نقصانات کے ذریعے، کبھی خون کی بارش کے ذریعے، کبھی جوؤں، مینڈکوں اور ٹڈیوں کی بارش کے ذریعے ان پر اپنے عذاب کو مسلط کیا۔ ہر دفعہ آتے ہوئے عذاب کو دیکھ کر آلِ فرعون اپنی اصلاح کا وعدہ کرتے لیکن جب عذاب ٹل جاتا تو دوبارہ نافرمانی پر آمادہ ہو جاتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانیوں کی پاداش میں ان کو سمندر میں غرق کر دیا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو اپنے سے ہم کلام ہونے کا شرف عطا کیا اور چالیس روز تک جناب موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتے رہے۔ اس کلام کے دوران جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے پروردگار کیا میں تجھ کو دیکھ نہیں سکتا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہیں لیکن ایک دفعہ کوہِ طور پر نظر کریں اگر یہ اپنی جگہ جما رہا تو آپ مجھ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی تجلیات کو کوہِ طور پر گرایا تو کوہِ طور ریزہ ریزہ ہو گیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جب جناب موسیٰ" ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا اے پروردگار آپ کی ذات پاک ہے، اس بات سے کہ ان آنکھوں سے آپ کو دیکھا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو کہا اے موسیٰ" میں نے آپ کو اپنا کلام اور رسالت کے ذریعے باقی لوگوں پر فوقیت دی ہے اور جو کچھ آپ کو توریت کی شکل میں دیا گیا ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیں اور شکر ادا کرنے والوں میں ہو جائیں ۔

موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے گئے تو آپ اپنے پیچھے جناب ہارون علیہ السلام کو نگران کے طور پر مقرر کر کے گئے تھے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری جادوگر نے سونے چاندی کا ایک بچھڑا بنا کر اس میں پھونکا تو اس میں سے عجیب طرح کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں اس کو پوجنا شروع کر دیا۔ ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ یہ شرک ہے اور اس سے بچنا چاہیے لیکن ان نادانوں نے جناب ہارون کی نصیحت کو پسِ پشت ڈال دیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے بعد جب توریت کو لیے ہوئے پلٹے تو اپنی قوم کے لوگوں کو شرک کی دلدل میں دھنسے ہوئے پایا، آپ اتنے غضبناک ہوئے کہ آپ نے جناب ہارون کی داڑھی کے بالوں کو پکڑ لیا۔ جناب ہارون نے جناب موسیٰ" کو کہا کہ اے برادر عزیز میں نے ان کو بہتیرا سمجھایا لیکن انہوں نے میری کسی نصیحت کو قبول نہ کیا، میں نے اس لیے زیادہ اصرار نہیں کیا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ہے ۔جناب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپ نے اپنے اور جناب ہارون کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ ان کے درمیان اور فاسقوں کے درمیان اللہ تفریق فرمائیں ۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کا نشانہ بنایا اور دنیا کی ذلت بھی ان کا مقدر بن گئی۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دو عظیم خصوصیات کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر توریت اور انجیل میں بھی مذکور تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔

آپ کی رسالت زمانوں اور علاقوں کی حدود سے بالا تر ہے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ان سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ نے کہا کہ آپ ان کو فرما دیجیے کے اللہ کے سوا اس کے وقت کو کوئی نہیں جانتا۔ اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو اس کو توجہ سے سننا چاہیے اور خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توجہ سے قرآن سننے کی وجہ سے انسانوں پر رحم فرمائے گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے آداب کا ذکر کیا کہ جب مسلمان کا مقابلہ لشکر کفار سے ہو تو ان کو میدان جہاد سے پشت نہیں پھیرنی چاہیے اور جو کوئی بھی لشکر کفار کی طرف سے پشت پھیرے گا، سوائے اس کے کہ اس کا پلٹ کر حملہ کرنے کا ارادہ ہو، ایسے بھگوڑے کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اہلِ ایمان کو جب اللہ اور اس کے رسول بلائیں تو ان کو فوراً ان کی پکار کا جواب دینا چاہیے اس لیے کہ ایمان والے افراد کو اللہ اور اسکے رسول کی پکار پر عمل پیرا ہو کر زندگی ملتی ہے ۔اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا بھی ذکر کیا ہے کہ کافروں کا ارادہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو یا تو قید کر لیا جائے یا ان کو شہید کر دیا جائے یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے، وہ اپنی تدبیر کر رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان پر غالب آئی اور وہ اپنے برے ارادوں میں ناکام ہو گئے ۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ جس جگہ رسول اللہ ﷺ موجود ہوں یا جس قوم کے لوگ استغفار کرنے والے ہوں، ان پر اللہ کا عذاب نہیں آ سکتا ۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے انتقال پُر ملال کے بعد امتِ مسلمہ کے پاس عذاب سے بچنے کے لیے آج بھی استغفار کا ہتھیار موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

دسویں پارے کا آغاز سورۃ انفال سے ہوتا ہے۔ اس پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کا بھی ذکر کیا ہے کہ مالِ غنیمت میں اللہ اور اس کے رسول کا صوابدیدی اختیار پانچویں حصے کا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار تھا کہ آپ مالِ غنیمت کے پانچویں حصے کو اپنی مرضی سے تقسیم کر سکتے تھے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تنازع میں مت پڑو۔ تنازع اور اختلاف میں اہلِ ایمان کی ہوا اُکھڑ جاتی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ بھی بتلایا کہ بدر کے دن شیطان انسانی شکل میں کافروں کے پاس آیا تھا اور اس نے ان سے کہا کہ آج مسلمان تم پر غالب نہیں آ سکتے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب کافر، مسلمانوں کے لشکر کے مقابل آئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے جبرائیل امین کی قیادت میں ہزاروں فرشتوں کو نازل فرما دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ابلیس دوڑا تو کافروں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ جو مجھے نظر آ رہا ہے تم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فنونِ جنگ میں ترقی کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافروں کے مقابلے کی مکمل تیاری کرو۔ مسلمان اگر جنگ کے لیے تیار رہیں گے تو ان کے اور اللہ کے دشمن، ان سے خوف زدہ رہیں گے۔ جنگی تیاریوں میں کم زوری سے کفار کے حوصلے بڑھتے ہیں اور صحیح تیاری کرنے سے ان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ مسلمان انفرادی اعتبار سے کمزور بھی ہو تو کفار پر غالب رہتے ہیں۔ ایک دور میں ایک مسلمان دس پر غالب آتا تھا۔ گزرتے دور میں مسلمان کی طاقت میں کمی پیدا ہو گئی ہے لیکن پھر بھی ایک مسلمان ہمیشہ دو کافروں پر بھاری رہے گا۔

اس کے بعد سورۃ توبہ ہے۔ سورۃ توبہ قرآن مجید کی واحد سورت ہے، جس سے پہلے بسم اللہ موجود نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات بیان کی گئی ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو غضب میں نازل کیا اور یا پھر یہ سورۃ انفال کا حصہ ہے۔ سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی اہم باتوں کی نشاندہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کو باقاعدگی سے ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ صحیح طریقے سے دیتا ہے، ایسا شخص مسلمانوں کی جماعت سے منسلک ہے اور دینی اعتبار سے ان کا بھائی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بعض کافر اس بات پر اِترا تے تھے کہ ہم حرم کی صفائی کرتے ہیں اور حاجیوں کو سقّہ وغیرہ کھلاتے پلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرم اور حاجیوں کی خدمت سے کہیں زیادہ بہتر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا اور اس کی خوشنودی کے لیے جدّوجہد کرنا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ، تمہارے بیٹے تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے قبیلے، تمہارے مال جو تم اکٹھا کرتے ہو، یا تمہاری تجارت، جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور گھر جن میں رہنا تمہیں مرغوب ہے، اگر تمہیں اللہ، اسکے رسول اور اللہ کے راستے میں کیے جانے والے جہاد سے زیادہ پسند ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا عذاب نہیں آ جاتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ فاسقوں اور فاجروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حنین کے معرکہ کے حوالے سے یہ بات سمجھائی کہ جنگوں میں فتح کثرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے ہوتی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور نصرانیوں کے برے عقیدے کی مذمّت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہودی ہرزہ سرائی کرتے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی ہرزہ سرائی کرتے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یہ باتیں ہیں جو انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہیں اور اللہ کی ان پر مار ہو جو یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے مذہبی رہنماؤں اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو رب بنا لیا تھا جبکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی پوجا کریں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ بھی بتلایا کہ بے شک اہلِ کتاب کے مذہبی رہنماؤں کی بڑی تعداد لوگوں کا مال کھا کر ان کو راہِ ہدایت سے بھٹکانے والی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی ہے ان لوگوں کو جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں مگر اس کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ قیامت کے دن سونے اور چاندی کو آگ میں پگھلانے کے بعد ان کی پیشانیوں کو، پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ اس چیز کے سبب ہے جو تم جمع کرتے تھے، پس جمع کرنے کا مزا چکھ لو۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے سفرِ ہجرت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میرے نبی کی مدد کرو یا نہ کرو، اللہ ان کی مدد کرے گا جب کافروں نے ان کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تو وہ غار میں دو ساتھی تھے۔ اس موقع پر جناب صدیق رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شدید پریشانی کا شکار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھی کو مخاطب ہو کر کہا غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام کو مخاطب ہو کر کہا کہ آپ ﷺ اعلان کریں کہ جو کچھ بھی مصیبت ہم کو آتی ہے، ہماری تقدیر کی وجہ سے آتی ہے، اللہ ہمارا مولا ہے اور اسی پر مومنوں کا بھروسا ہونا چاہیے۔ گویا کہ ہماری زندگی کے نفع نقصان اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسا کرنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مصارفِ زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں اس پر فقیروں کا حق ہے، مساکین کا حق ہے، زکوٰۃ اکٹھی کرنے والوں کا حق ہے، اسلام کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والوں کا حق ہے، قیدی کا حق ہے، تاوان کے تلے دبے ہوئے کا حق ہے، مسافر کا حق ہے اور اللہ کے راستے میں اس کو خرچ کرنا چاہیے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ منافق مرد اور عورت ایک دوسرے میں سے ہیں اور یہ بھی بتلایا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں یعنی غلط عقائد اور اعمال والے لوگ ایک دوسرے کے ساتھی اور صحیح عقائد اور اعمال والے لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہوتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ انہیں کافروں کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے۔ کافروں کے ساتھ جہاد تلوار کے ذریعے اور منافقوں کے ساتھ دلائل کے ذریعے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمام عمر دونوں طرح کے جہادی معرکے احسن انداز سے انجام دیتے رہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بعض منافقین کے اعمال کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں مال دے گا تو ہم اسکے راستے میں خرچ کریں گے، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مال دے دیا تو وہ بخل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایسے لوگوں کے دلوں میں نفاق کو لکھ دیا، اس دن تک جب ان کی میرے ساتھ ملاقات ہو گی۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ عبداللہ بن اُبی رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتا اور آپ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کے جنازے کو لایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اپنا کرتا پہنا دیا اور اس کے گلے میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ آپ اس کے لیے دعائے مغفرت بھی صفحہ 5 نمبر 1 کریں یا نہ کریں اور اگر آپ ستر مرتبہ بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کریں تو بھی میں اس کو معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے لیے کوئی معافی نہیں ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں کو تھوڑا ہنسنا چاہیے اور زیادہ رونا چاہیے، یہ ان کے اعمال کی جزا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

گیارہویں پارے کا آغاز سورہ توبہ سے ہوتا ہے۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے مہاجر اور انصار صحابہؓ میں سے ایمان پر سبقت لے جانے والے صحابہؓ کا ذکر کیا ہے کہ

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی جنتوں کو تیار کر دیا ہے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور یہ بہت بڑا اجر ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا بھی ذکر کیا کہ مدینہ میں رہنے والے بہت سے لوگ منافق ہیں اور بہت سے لوگ منافقت کی موت مر رہے ہیں، اگرچہ رسول اللہ ﷺ ان کو نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کو عام لوگوں کے مقابلے میں دگنا عذاب دوں گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کا بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کئی لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مسجد ضرار کو بنایا۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہے، وہ قسمیں کھاتے تھے کہ ہماری نیت نیک ہے اور اللہ قسم اٹھاتا ہے کہ یہ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ ایسی مسجد میں کھڑے نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ اس میں کھڑا ہوا جائے کہ اس میں ایسے افراد موجود ہیں جو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے بدلے جنت کا سودا کر لیا ہے اور وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں، اللہ کے دشمنوں کو مارتے ہیں اور خود بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس تجارت کو انتہائی فائدہ مند تجارت قرار دیا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے بعض امتیازی اوصاف کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین توبہ کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، اللہ کی حمد کرنے والے، زمینوں میں پھرنے والے، اللہ کے سامنے جھکنے والے، اس کی بارگاہ میں سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے تھے اور ایسے ہی مومنوں کے لیے بشارت ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے تین صحابہؓ کا ذکر بھی کیا جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے صحابہ کرامؓ کو ان سے قطع تعلق کا حکم دیا اور ان کی بیویاں بھی وقتی طور پر ان سے علیحدہ ہو گئیں۔ ان تین صحابہ کرامؓ نے خالص دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر کے ان کو اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لیا۔ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خواہ غلطی کتنی بھی بڑی کیوں نہ ہو، اگر سچے دل سے انسان نادم ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول و منظور فرما لیتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نصیحت کی ہے کہ اہل ایمان کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور انہیں چاہیے کہ سچوں کا ساتھ دیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے دینی علم کا حصول بھی فرض کفایہ قرار دیا، ارشاد ہوا کہ تمام مومنوں کے لیے ضروری نہیں کہ اپنے آپ کو دینی تعلیم کے لیے وقف کریں بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر گروہ میں سے کچھ لوگ اپنے آپ کو دینی تعلیم کے لیے وقف کریں تاکہ جب اپنی قوم کی طرف واپس پلٹیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا سکیں۔

اس سورہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی صفات کا ذکر کیا کہ تم ہی میں سے ایک رسول تمہارے پاس آیا، تمہاری تکلیف اسے گراں گزرتی ہے، مسلمانوں پر لالچ رکھتا ہے کہ وہ جنت میں چلے جائیں اور مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور ان کے پیغام سے روگردانی کریں تو رسول اللہ ﷺ اعلان فرما دیں کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس پر میرا بھروسا ہے اور وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

سورۃ توبہ کے بعد سورۃ یونس ہے۔ سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا انسانوں کے لیے یہ تعجب کی بات ہے کہ ان ہی میں سے ایک مرد پر وحی نازل کی جائے اور جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے ان کو ڈرائے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو روشنی عطا کی اور چاند کی منازل کو بھی طے کیا تاکہ تم اسکے ذریعے سالوں اور مہینوں کا حساب لگاؤ۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ بے شک زمین اور آسمان کی تخلیق اور رات اور دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں یہ بھی بتلایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید نہیں اور وہ دنیا کی زندگی سے راضی اور مطمئن ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے غافل ہیں، ان کا ٹھکانہ اپنے افعال کی وجہ سے جہنم کی آگ ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیا، ان کو ان کا پروردگار نعمتوں والے باغات دے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام کو یہ بھی کہا کہ آپ ان کافروں سے پوچھیں کہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے، کون ہے جو سماعت اور بصارت کا مالک ہے اور کون ہے جو مُردوں سے زندوں کو اور زندوں سے مُردوں کو نکالتا ہے اور کون ہے جو سارے کاموں کی تدبیر فرماتا ہے تو کافر جواب میں کہتے ہیں کہ اللہ، اللہ نے کہا اے حبیب آپ ان سے کہہ دیجیے پھر تم کیوں تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟ پس یہی تمہارا سچا پروردگار ہے اور حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے کہا کہ اے لوگو! تم تک تمہارے رب کی نصیحت آ پہنچی ہے۔ جو شفا ہے سینے کی بیماریوں کے لیے اور ہدایت اور رحمت ہے اہل ایمان کے لیے۔ اے حبیب اعلان فرمائیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے اہل ایمان کو خوش ہو جانا چاہیے اور یہ قرآن ہر اس چیز سے بہتر ہے جسے تم جمع کرتے ہو۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ''خبردار! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم'' اور ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایمان والے اور تقویٰ کو اختیار کرتے ہونگے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ فرعون اور اس کے قبیلے کے فتنے کے خوف سے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگوں کی اکثریت ایمان سے محروم رہی۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے جو لوگ ایمان لائے، موسیٰ علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ انہوں نے پروردگار عالم سے یہ بھی دعا مانگی کہ اے پروردگار! ہمیں ظالموں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑنا کہ وہ ہمیں فتنے کا نشانہ بنائیں اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں کی قوم سے نجات دینا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! فرعون کے مال کو تباہ کر دے اور اس کے دل کو پکڑ لے اور وہ اس وقت تک ایمان نہ لائے جب تک کہ تیرے دردناک عذاب کو نہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا اور فرعون اس وقت تک سرکشی پر آمادہ رہا، جب تک کہ اللہ نے اس کو سمندر میں غرق نہیں کر دیا۔ فرعون سمندر میں غوطے کھاتے ہوئے کہنے لگا کہ میں اللہ پر ایمان لایا، جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے اور میں تابع داری اختیار کرنے والا مسلمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اب تُو ایمان لایا، اس سے قبل تو سرکشی پر آمادہ رہا۔ آج کے دن تیری جان کو تیرے بدن سے نکال لوں گا اور تیرے جسم کو محفوظ کر لوں گا تاکہ وہ بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ جب قوم یونس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی اجتماعی معافی مانگی تو اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح
ترجمہ وخلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

اس پارے کا آغاز سورۂ ھود سے ہوتا ہے۔ سورۂ ھود کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا ذکر کیا ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی چوپایہ ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے ٹھکانے کو اور اس کے پلٹنے کی جگہ کو نہ جانتے ہوں اور یہ ساری تفصیل لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کا ذکر کیا جو اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو شرک کی قباحتوں سے آگاہ کیا اور ان کو شرک سے باز رہنے کی تلقین کی مگر انہوں نے جناب نوح علیہ السلام کا شدید مذاق اڑایا۔ نوح علیہ السلام کو جب یقین ہو گیا کہ میری قوم کے صاحب ایمان لوگوں میں اب مزید کوئی اضافہ نہیں ہوگا تو جناب نوح علیہ السلام نے پروردگار سے دعا مانگی اے میرے پروردگار میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام کی دعا کو قبول و منظور فرمالیا اور ان کو حکم دیا کہ آپ ایک بہت بڑی کشتی تیار کریں، جب کشتی تیار ہو جائے تو اس میں اہل ایمان کو بھی سوار ہونے کا حکم دیں۔ جناب نوح علیہ السلام جب کشتی بنا چکے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کو نازل کر دیا اور زمین کو پانی اگلنے کا حکم دے دیا۔ آسمان اور زمین سے آنے والے پانی کی زد میں تمام کافر آ گئے، یہاں تک کے جناب نوح علیہ السلام کا کافر بیٹا بھی طوفان کی نذر ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا ذکر کیا۔ قوم عاد بھی قوم نوح کی طرح شرک کی بیماری میں مبتلا تھی۔ جناب ھود علیہ السلام ان کو ' توحید باری تعالیٰ کی دعوت دیتے رہے لیکن انہوں نے جناب ھود علیہ السلام کی ایک نہ سنی۔ جناب ھود علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم عاد اگر تم اپنے پروردگار سے بخشش و مغفرت طلب کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے بارش نازل فرمائیں گے اور تمہاری قوت میں اضافہ کریں گے لیکن قوم عاد کے لوگ طاقت کے نشے میں چور تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک طاقتور طوفانی ہوا کو ان پر مسلط کر دیا جس نے قوم عاد کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور اپنی طاقت پر ناز کرنے والے زمین پر یوں پڑے تھے جس طرح کٹے ہوئے درخت کے تنے ہوتے ہیں۔

قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کا ذکر کیا۔ قوم ثمود کے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کو فراموش کر چکے تھے، جناب صالح علیہ السلام نے ان کو توحید کا درس دیا لیکن وہ اس درس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور انہوں نے جناب صالح علیہ السلام سے اس بات کا تقاضا کیا کہ ان کو کوئی نشانی دکھلائی جائے۔ جناب صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو بستی کی ایک بڑی پہاڑی پھٹی جس سے ایک اونٹنی نکلی، اس اونٹنی نے باہر نکلتے ہی بچہ دیا۔ یہ بہت بڑا معجزہ تھا کہ بن باپ کے بچہ دیا مگر بستی کے لوگوں نے اتنے بڑے معجزے کو دیکھ کر ایمان

لانے کی بجائے اونٹنی کے پیروں کو کاٹ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے اور ان پر ایک چنگھاڑ کو مسلط کر دیا۔ فرشتے نے چیخ ماری اور اس چیخ کی وجہ سے بستی کے لوگوں کے کلیجے اور دماغ پھٹ گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا ذکر کیا۔ قوم لوط کے لوگ ہم جنس پرستی کی بیماری کا شکار تھے۔ جناب لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ وہ اس بدکرداری سے باز آ جائیں لیکن وہ لوگ جناب لوط علیہ السلام کی دعوت سے بالکل بھی متاثر نہ ہوئے۔ جناب لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے اہل خانہ کو اس برائی سے محفوظ فرمانا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو جناب لوط علیہ السلام کی بستی کی طرف عذاب کی خبر دے کر بھیجا۔ جب فرشتے قوم لوط کے پاس پہنچے تو وہ خوبصورت انسانوں کے روپ میں تھے، جناب لوط علیہ السلام ان کی آمد پر بہت دل گرفتہ ہوئے کہ اب بستی کے لوگ ان خوبصورت نوجوانوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنائیں گے۔ آپ کے غم کو دیکھ کر فرشتوں نے کہا آپ کی قوم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے پاس آنے والے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بستی پر عذاب مسلط کر دیں۔ فرشتوں نے بستی کو اپنے پروں پر اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور پوری بستی کو پتھروں سے نیست و نابود کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم مدین کا ذکر کیا جو شرک کی برائی کے ساتھ ساتھ ناجائز منافع خوری کا شکار تھی۔ جناب شعیب علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ پورا ماپا کرو اور پورا تولا کرو مگر انہوں نے کہا ہمیں ایسا دین نہیں چاہیے جو انسان کو کاروبار بھی نہ کرنے دے۔ جناب شعیب علیہ السلام نے ان کو پہلی امتوں کے انجام سے بھی آگاہ کیا مگر ان کے تیور نہ بدلے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر اسی طرح کی چیخ کو مسلط کر دیا جیسی چیخ کے ساتھ قوم ثمود تباہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السلام کا واقعہ بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام نے بچپن میں ایک خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد گرامی جناب یعقوب علیہ السلام سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو جناب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کو بیان نہیں کرنا اس لیے کہ وہ سننے کے بعد حسد کا شکار ہو جائیں گے، اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قبول کرنے والے ہیں اور آپ پر اپنی نعمتوں کو اس طرح تمام کرنے والے ہیں جس طرح اس سے قبل اس نے اپنی نعمتوں کو جناب ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر تمام کیا تھا۔ ادھر یہ معاملہ ہو رہا تھا۔ اُدھر جناب یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی آپس میں مشورہ کر رہے تھے کہ ہم جوان ہیں لیکن بابا یوسف ہی سے پیار کرتے ہیں، کیوں نہ کسی بہانے سے یوسف کو بابا سے علیحدہ کر دیا جائے تاکہ ہم ان کے منظور نظر بن سکیں۔ بھائی اکٹھے ہو کر جناب یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ آپ یوسف کو ہمارے ساتھ کیوں روانہ نہیں کرتے وہ ہمارے ساتھ جنگل کی طرف جائے اور ہم ان کے ساتھ کھیلیں۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اپنے کاموں میں مصروف ہو جاؤ اور کوئی بھیڑیا اس کو نہ کھا جائے۔ بھائیوں نے کہا کہ بابا ہم جوان ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے کوئی بھیڑیا یوسف کو کھا جائے۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے یقین دہانیوں پر جناب یوسف کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ بھائیوں نے جناب یوسف کو ایک کنویں میں پھینک دیا اور رات کے وقت روتے ہوئے جناب یعقوب علیہ السلام کے پاس آ گئے کہ بھیڑیا جناب یوسف کو کھا گیا ہے۔ اس پر جناب یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں صبر کروں گا، اللہ کو پتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام جس کنویں میں موجود تھے وہاں سے ایک قافلے والوں کا گزر ہوا، انہوں نے پانی نکالنے کے لئے کنویں میں ڈول ڈالا، جناب یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر نکل آئے۔ اہل قافلہ مصر جا رہے تھے، انہوں نے جناب یوسف علیہ السلام کو مصر کے ایک بڑے گھرانے میں فروخت کر دیا۔ گھر کے مالک نے اپنی اہلیہ کو کہا کہ ہم یوسف کو اپنا بیٹا بنائیں گے، امید ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائیں گے۔ جناب یوسف علیہ السلام جب جوان ہوئے تو گھر کی مالکن ان پر بری نظر رکھنے لگی اور ایک دن اس نے ان کو برائی کی دعوت دی جس کو جناب یوسف علیہ السلام نے ٹھکرا دیا۔ اس عورت نے جناب یوسف علیہ السلام پر برائی کا الزام لگایا لیکن اللہ نے محل میں ایک بچے کو قوت گویائی عطا کر کے جناب یوسف علیہ السلام کو اس الزام سے بری کروا دیا۔ عزیز مصر کی بیوی قحط کا شکار تھی، اس نے جناب یوسف علیہ السلام کو مصر کی دیگر عورتوں سے مل کر فتنے کا نشانہ بنانہ چاہا تو جناب یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اللہ مجھے برائی سے بچا کر جیل میں پہنچا دے۔ اللہ نے یوسف علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمائی اور ان کو جیل میں پہنچا دیا۔ جیل میں آپ کی ملاقات دو قیدیوں سے ہوئی، ان دونوں قیدیوں نے اپنے خواب یوسف علیہ السلام کو بتلائے۔ ایک قیدی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے جبکہ دوسرے قیدی کو خواب آیا کہ اس کے سر پر روٹیاں ہیں جن سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے تو قیدیوں کو توحید کی دعوت دی اور اسکے بعد فرمایا کہ ایک آدمی بادشاہ کا ساقی بنے گا جبکہ دوسرے کو پھانسی ہوگی۔ جس آدمی نے بادشاہ کا ساقی بننا تھا اس کو جناب یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بادشاہ کو بتانا کہ جیل میں ایک بے گناہ قیدی پڑا ہے لیکن آزاد ہونے والا قیدی یہ بات بھول گیا۔ جناب یوسف علیہ السلام کئی برس تک جیل میں قید رہے۔

اسی اثنا میں بادشاہ وقت کو خواب آیا کہ سات پتلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں ہیں اور سات خشک بالیاں ہیں، اس پر بادشاہ کے ساقی کو جناب یوسف علیہ السلام کی یاد آئی، اس نے کہا کہ اے بادشاہ جیل خانے میں ایک بہت بڑا عالم فاضل قیدی ہے جو اس کی صحیح تعبیر بتا سکتا ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام سے جب تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ سات سال قحط سالی کے ہوں گے اور اس کے بعد خوشحالی اور ہریالی ہوگی۔ اور انہیں قحط سالی سے مقابلے کی تدبیر بتائی۔ جناب یوسف علیہ السلام کی تعبیر سننے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ انہیں جیل سے بلایا جائے۔ جناب یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میری اعلانیہ بے گناہی ثابت نہیں ہو گی میں جیل سے نہیں نکلوں گا۔ جناب یوسف علیہ السلام کے مطالبے پر عزیز مصر کی بیوی نے برملا جناب یوسف علیہ السلام کو پاکدامن قرار دیا جس کے بعد جناب یوسف علیہ السلام جیل سے باہر آنے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب علیہ السلام کا باقی واقعہ تیرھویں پارے میں بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے (آمین)

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

تیرھویں پارے کا آغاز بھی سورۃ یوسف سے ہوتا ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام جب جیل سے آزاد ہوگئے تو بادشاہ نے جناب یوسف علیہ السلام کو اپنے قریبی مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ آپؑ ابتدائی طور پر وزیرِ خزانہ اور بعد میں عزیزِ مصر کے منصب پر فائز ہوگئے۔ جناب یوسف علیہ السلام نے زرعی نظام کو بڑی توجہ سے چلایا اور خوش حالی کے سات سالوں میں مستقبل کے لیے بہترین پلاننگ کی یہاں تک کہ جب پوری دنیا میں قحط سالی عام ہوگئی تو مصر کی معیشت انتہائی مضبوط اور مستحکم تھی۔ قحط سالی عروج پر پہنچی تو غلے کے حصول کے لیے دنیا بھر سے قافلے مصر پہنچنا شروع ہوگئے۔ جناب یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے بھی مصر کا رخ کیا، جب وہ عزیزِ مصر کے محل میں داخل ہوئے تو جناب یوسفؑ اپنے بھائیوں کو پہچان گئے، جب کہ آپ کے بھائی آپ سے غافل تھے۔ آپ نے باتوں باتوں میں اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگلی مرتبہ اپنے چھوٹے بھائی بن یامین کو بھی ساتھ لانا، اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو نہ لائے تو تمہیں غلے سے کچھ بھی نہیں ملے گا اور ساتھ ہی جو پونجی ان کے بھائی غلہ خریدنے کے لیے لائے تھے، اس کو بھی اپنے بھائیوں کے سامان میں ڈال دیا۔ جب جناب یوسف علیہ السلام کے بھائی جناب یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے عزیزِ مصر کی بہت تعریف کی اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ بابا، عزیزِ مصر کی خواہش تھی کہ ہم بھائی بن یامین کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ کیا میں تم پر اسی طرح اعتماد کروں، جس طرح میں نے اس سے قبل یوسف علیہ السلام کے معاملے میں تم پر اعتماد کیا تھا۔ اس پر جناب یعقوب علیہ السلام کے بیٹے خاموش ہوگئے۔ جب سامان کو کھولا گیا تو اس میں سے غلے کے ساتھ ساتھ پونجی بھی برآمد ہوگئی۔ اس پر یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا دیکھیے بابا عزیزِ مصر نے تو ہماری پونجی بھی ہمیں دے دی ہے۔ اب جناب یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں بن یامین کو تمہارے ساتھ اس صورت میں روانہ کروں گا کہ تم اس کی حفاظت کی قسم کھاؤ۔ بیٹوں نے جناب یعقوبؑ کے سامنے حلف دیا تو جناب یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب مصر میں داخلے کا وقت آئے علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا۔ جب دوبارہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس پہنچے تو جناب یوسف علیہ السلام نے جناب بن یامین کو علیحدہ ایک طرف کرلیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کا بھائی یوسف ہوں۔ اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے اپنا پیالہ جناب بن یامین کے سامان میں رکھوا دیا۔ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو اعلان کروایا گیا کہ قافلے والو! تم چور ہو۔ جناب یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے جواب میں کہا اللہ کی قسم! ہم زمین پر فساد پھیلانے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اگر تم میں سے کسی کے سامان سے بادشاہ کا پیالہ برآمد ہوگیا تو اس کی کیا سزا ہوگی؟ جواب میں جناب یوسف علیہ اسلام کے بھائیوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جو مجرم ہوگا وہ خود اپنے کیے کا ذمہ دار ہو گا۔ چنانچہ جب سامان کی تلاشی لی گئی تو جناب بن یامین کے سامان میں سے پیالہ برآمد ہوگیا۔ جناب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس موقع پر بڑے تعجب ردِ عمل کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو اس سے قبل ان کے بھائی یوسف نے بھی چوری کی تھی۔ اس پر جناب یوسف نے کہا تم جو الزام تراشی کرتے ہو، اس کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ بخوبی آگاہ ہیں۔ جناب یوسف کے بھائیوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ہم بھائیوں میں سے کسی ایک کو پکڑ لیں۔ جناب یوسف نے کہا کہ معاذ اللہ ہم کسی مجرم کی جگہ کسی دوسرے کو کس طرح پکڑ سکتے ہیں۔ جناب یوسف علیہ السلام کے ایک بھائی نے کہا کہ میں تو واپس نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ بابا جان مجھے اجازت نہیں دیں گے یا اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرماتے۔ جناب یوسف علیہ السلام کے بھائی جناب یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور ان کو جناب بن یامین کی گرفتاری کی خبر دی تو جناب یعقوب علیہ السلام نے بلند آواز سے جناب یوسف کا نام لیا اور آپ اتنی شدت سے روئے کہ آپ کی بینائی چلی گئی۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ آپ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہوں اور جناب یوسف اور ان کے بھائی کو تلاش کریں۔ اب جناب یوسف کے بھائی دوبارہ مصر آئے تو حالت بدلی ہوئی تھی۔ غربت اور مفلوک الحالی نے ان کو بری طرح متاثر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے جناب یوسف علیہ السلام کے پاس آکر اپنی غربت کی شکایت کی تو جناب یوسف نے پوچھا کہا آپ بھول گئے جو آپ نے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا۔ بھائیوں نے کہا کہ آپ یوسف کو کیسے جانتے ہیں کہیں آپ ہی تو یوسف نہیں۔ کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ بے شک جو صبر اور تقویٰ کو اختیار کرتا ہے تو اللہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس موقع پر جناب یوسف علیہ السلام کے بھائی انتہائی شرمسار ہوئے اور انہوں نے آپ سے معافی چاہی تو جناب یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور اللہ بھی تمہیں معاف کرے۔ جناب یوسف نے اپنے بھائیوں کو اپنی قمیص اتار کر دی اور کہا کہ اسے بابا جان کے چہرے پر ڈالنا، ان کی بینائی واپس آجائے گی اور آئندہ ان کو بھی اپنے ہمراہ لانا۔ جناب یعقوبؑ کے بیٹے جب آپ کی قمیص لے کر روانہ ہوئے تو جناب یعقوبؑ نے اپنے گھر میں موجود بیٹوں کو مخاطب ہو کر کہا مجھے بیٹے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ اس پر بیٹوں نے کچھ بے ادبی والے الفاظ کہے۔ جناب یعقوب علیہ السلام خاموش ہوگئے۔ جب مصر سے آپ کے بیٹے آئے اور انہوں نے آپ کے چہرے پر وہ قمیص ڈالی تو جناب یعقوبؑ کی بینائی واپس آگئی۔ جناب یعقوبؑ کے گھر میں موجود بیٹے انتہائی شرمندہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت یعقوبؑ سے معافی طلب کی۔ جناب یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو معاف کر دیا۔ سب مصر کو روانہ ہوئے جب جناب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو جناب یوسفؑ نے جناب یعقوب کو تخت پر بٹھالیا جناب یعقوبؑ اور ان کے گیارہ بیٹے جناب یوسف کے سامنے جھک گئے۔ (اس شریعت میں تعظیمی سجدہ جائز تھا جبکہ مسلمانوں کے لیے تعظیمی سجدہ منع ہے۔) حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر پروردگار عالم کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے حکومت بھی عطا کی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی سکھایا، زمین و آسمان کے بنانے والے رب یوسف کی دعا ہے کہ مجھے اسلام پر موت دینا اور صالحین کے ساتھ ملا دینا۔ جناب یوسف علیہ السلام کا واقعہ عروج و زوال کی ایک داستان اور صبر اور استقامت کی دستاویز ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ صبر کا پھل ضرور دیتا ہے، چاہے اس میں کچھ دیر ہو۔

سورۃ یوسف کے بعد سورۃ الرعد ہے اس کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں جتلاتے ہوئے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے انواع و اقسام کے پھلوں کو پیدا کیا۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ہر قوم میں ایک ہادی کو بھی مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ بجلی کی کڑک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کو بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کے خوف سے کانپتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ دلوں کا امن اور سکون اللہ کے ذکر اور اسکی یاد سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ قرآن میں اتنی تاثیر ہے کہ اگر مردے سنیں تو کلام کرنا شروع کر دیں۔ اگر زمین سنے تو زمین کا سینہ شق ہو جائے۔ اگر پہاڑ سنیں تو حرکت کرنے لگیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتے ہیں باقی رکھتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں منا دیتے ہیں اور لوح محفوظ انہی کے پاس ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی تقدیر کے خطرناک فیصلوں سے پناہ چاہتا ہے، اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اس کے بعد سورۃ ابراہیم ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر قوم میں ان کی زبان بولنے والا ایک رسول بھیجا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا یہ اعلان ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو بڑھاؤں گا اور اگر تم نے کفرانِ نعمت کیا تو میرا عذاب شدید ہے۔ اللہ نے اس سورت میں کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے نسبت دیتے ہوئے کہا کہ کلمہ طیبہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جسے زمین میں لگایا گیا اور اس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور کلمہ خبیثہ کی مثال اُس بیل کی طرح ہے جو زمین پر بکھری ہوئی ہے اور اس کو کوئی قرار حاصل نہیں۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی ان دعاؤں کا بھی ذکر کیا جو انہوں نے اپنی اولاد کے لیے کی تھیں۔ جناب ابراہیمؑ نے ربِ کریم سے دعا مانگی کہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے امن و آشتی کی دعا بھی مانگی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی مانگی کہ اللہ میری اولاد کی طرف لوگوں کے دلوں کو مائل کرنا اور ان کو پھلوں سے رزق عطا فرمانا۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی مانگی کہ اللہ مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے کی توفیق دینا۔ اے میرے پروردگار میری دعاؤں کو قبول کرنا اور مجھے میرے والد کو اور اہلِ ایمان کو قیامت کے دن معاف کر دینا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

چودھواں پارہ

چودھویں پارے کا آغاز سورۃ الحجر سے ہوتا ہے۔ چودھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک ہم نے ذکر یعنی قرآن مجید نازل فرمایا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی تخلیق کے مقاصد بھی بیان فرمائے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین کیا اور ان کو شیطان کے شر سے محفوظ کیا مگر جو آسمان کی بات کو چرا کر زمین پر لانا چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ شہاب ثاقب سے نشانہ بناتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کھنکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور ان سے بہت عرصہ قبل جنات کو جھلستی ہوئی آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا۔انسانوں کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانوں کے سامنے جھکنے کا حکم دیا مگر ابلیس نے جھکنے سے انکار کر دیا اور ابدالآباد تک کے لیے راندۂ درگاہ بن گیا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ان میں نافرمانوں کو داخل کیا جائے گا۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جو رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے انتقام کے لیے تنہا کافی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں سات، بار بار پڑھی جانے والی آیات (اور قرآن عظیم) یعنی سورۃ فاتحہ عطا کی گئی ہے۔

سورۃ الحجر کے بعد سورۃ النحل ہے۔سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر چاہتے ہیں روح الامین کو فرشتوں کے ہمراہ نازل فرماتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے انواع و اقسام کی سواریوں کو پیدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا اور وہ وہ کچھ پیدا فرمایا جس کو انسان نہیں جانتا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک ہی طرح کے پانی کو نازل فرماتے ہیں جس سے زیتون، کھجور، انگور اور طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ایک ہی طرح کا پانی زمین سے انواع و اقسام کی زراعت کو پیدا کرنے کا سبب ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سمندروں کو مسخر کیا ہے، جس سے ہمیں کھانے کے لیے گوشت حاصل ہوتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندروں میں انسان کشتیاں بھی چلاتا ہے اور اللہ کے فضل کو تلاش کرتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین میں کہیں پہاڑ، کہیں نہریں اور کہیں راستے تیار کیے تاکہ ہم ان پر چل سکیں۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ آسمان اور زمین میں جتنے بھی چوپائے اور فرشتے موجود ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور انہوں نے بھی تکبر نہیں کیا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے دو خداؤں کے تصور کی بھی نفی کی اور کہا انسانوں کو دو الٰہ نہیں پکڑنے چاہئیں۔بے شک وہ اکیلا اللہ ہے۔ثنویت (دوئی) کا عقیدہ آتش پرستوں میں موجود تھا اور وہ دو خداؤں کی بات کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کو رد کیا اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ اگر زمین و آسمان میں دو الٰہ ہوتے تو ہر طرف فساد ہوتا۔یعنی دو معبودوں کے احکامات ٹکراتے اور کہیں اعتدال نہ ہوتا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی توجہ مویشیوں کی طرف بھی مبذول کروائی اور کہا کہ چوپایوں میں انسانوں کے لیے عبرت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے پیٹ سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو کہ خون اور گوبر کے بیچ سے نکلتا ہے لیکن اس میں نہ خون کی رنگت ہوتی ہے اور نہ گوبر کی گندگی۔اور فلٹریشن کا یہ غیر معمولی پلانٹ خالق کائنات کی کاری گری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کھجور اور انگور جیسے پھلوں سے انسان اپنی خوراک کی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی پر وحی نازل کی کہ وہ اپنے گھروں کو پہاڑوں، درختوں اور بلند مقام پر بنائے اور اس کو حکم کیا کہ ہر طرح کے پھلوں کا رس چوسے اور ارشاد فرمایا کہ اس کے جسم سے ایسا شربت یعنی شہد نکلتا ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور اس میں انسانوں کے لیے شفا بھی ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بنایا ہے اور وہی ان کو مارتا ہے اور بعض لوگ ناکارہ عمر کو پہنچ جاتے ہیں مگر پھر بھی ان کو موت نہیں آتی۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ نے انسانوں کو انہی میں سے ان کی بیویاں عطا فرمائیں اور ان کے ذریعے انسانوں کی نسل کو جاری و ساری رکھا۔اسی طرح اللہ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ نے انسانوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اور وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور ان کو کان، آنکھیں اور دل دیا جس کے ذریعے وہ بہت کچھ جاننے کے قابل ہو گئے اور مقصد یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کیا کہ پرندے کو فضائے بسیط میں اللہ تعالیٰ ہی سہارا دیتے ہیں۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھروں کو ہمارے لیے جائے سکونت بنایا ہے جو سکون انسان کو اپنے گھر میں حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے مقام پر حاصل نہیں ہوتا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید کو اس لیے نازل فرمایا تاکہ وہ لوگوں سے بیان کریں جو ان پر نازل کیا گیا ہے، گویا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور آپ ﷺ کی سنتیں قرآن مجید کے بیان کی حیثیت رکھتی ہیں۔کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو سیدہ عائشہؓ نے جواب میں فرمایا آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور قرابت داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور فحاشی اور برے کاموں سے روکتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والے مومن مردوں اور عورتوں کو پاکیزہ زندگی نصیب فرمائیں گے اور ان کو ان کے اعمال کی بہترین جزا ملے گی۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تلاوت کے آداب بھی بتلائے کہ جب بھی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے شیطان مردود سے اللہ کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔اللہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور جن کا پروردگار پر بھروسا ہے، شیطان کا ان پر زور نہیں چل سکتا۔شیطان کا زور ان پر چلتا ہے جو اس کی دوستی اختیار کرتے ہیں۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ قرآن مجید کو روح القدس نے رسول اللہ ﷺ کے قلب پر نازل کیا تاکہ مومنوں کو ثابت قدم رکھا جائے اور اس میں مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے سبا کی بستی کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سبا کی بستی کو امن کے ساتھ رزق کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔انہوں نے اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے امن چھین کر خوف اور رزق چھین کر بھوک کو مسلط کر دیا تھا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی امت تھے۔وہ اللہ کے تابع دار اور یک سُو مسلمان تھے۔انہوں نے کبھی شرک نہیں کیا۔وہ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول کر لیا تھا اور ان کو سیدھے راستے پر چلا دیا تھا۔اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے دعوت و تبلیغ کا طریقہ بھی بتلایا کہ دعوتِ دین کا کام بڑی حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ ہونا چاہیے۔بے شک اللہ کو پتا ہے کہ کون اسکے راستے سے بھٹکا ہوا اور کون ہدایت پر ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اعدائے دین کی تکلیفوں پر صبر کرنے کو اچھا عمل قرار دیا ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ صبر اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھ کر ہی ہو سکتا ہے۔

اس پارے کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نیکی کے راستے پر استقامت درکار ہے، جس انسان کو یہ دو چیزیں حاصل ہو جائیں گی یقیناً اس کو اللہ کی تائید بھی حاصل ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح

ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

پندرھواں پارہ

پندرھویں پارے کا آغاز سورۃ بنی اسرائیل سے ہوتا ہے۔اس سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے سفر اسراء کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ایک رات میں بیت اللہ شریف سے بیت المقدس پہنچا دیا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ سکیں۔ بیت اللہ الحرام ہدایت کا ایک مرکز ہے جبکہ بیت المقدس ہدایت کا دوسرا مرکز تھا۔اس مرکز میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے درحقیقت اس بات کو ثابت کیا کہ نبی ﷺ ایک قبلے کے مقتدا اور امام نہیں بلکہ دونوں قبلوں کے پیشوا اور مقتدا تھے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ یہ قرآن مجید نیک اعمال کرنے والے مومنوں کے لیے بشارت ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے لیے درد ناک عذاب ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ پوجا صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو اُف بھی نہیں کہنا چاہیے اور نہ ان کو جھڑکنا چاہیے اور ان کو اچھی بات کہنی چاہیے اور ان کے سامنے عاجزی کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکائے رکھنا چاہیے اور یہ دعا مانگنی چاہیے کہ پروردگار! ان پر رحم فرما، جس طرح وہ میرے بچپنے میں مجھ پر رحم کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرابت داروں، مساکین اور مسافروں کا حق ادا کرنا چاہیے اور فضول خرچی نہیں کرنی چاہیے، بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے پُر حکمت احکامات بھی دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کو تنگی کے خوف سے قتل نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ والدین اور اولاد دونوں کو رزق اللہ ہی دیتا ہے۔ ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ فحاشی کا کام ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ناحق قتل کی بھی مذمت کی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں اور اس کے بعد ارشاد ہوا کہ وعدوں کو پورا کرو، بے شک وعدوں کے بارے میں سوال ہوگا، اسی طرح اللہ نے پورا تولنے کا بھی حکم دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسی بات مت کہو، جس کا تمہیں علم نہیں بے شک کان، آنکھ اور دل بھی اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ زمین پر اکڑ کے مت چلو بے شک تم زمین کو چیر نہیں سکتے اور نہ ہی زمین پر چلتے ہوئے پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کے تصور کو بھی اجاگر کیا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں چاہے تم پتھر بن جاؤ چاہے لوہا۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ انسانوں کو زندہ فرمائیں گے۔ کافر حیران ہو کر پوچھتے ہیں ہمیں کون زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا، پھر وہ مزید سوال کرتے ہیں کہ ایسا کب ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جلد ہی یہ سب کچھ رونما ہونے والا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی عظمت کا ذکر کیا کہ خشکیوں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ ان کو اٹھاتے ہیں اور چلاتے ہیں اور ان کو طیّب رزق دیتے ہیں اور باقی مخلوقات پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے امام کے نام سے بلائیں گے یعنی جس کی پیروی انسان کرتا ہے، اسی کی نسبت سے انسان کو بلایا جائے گا۔ اس سورت میں فجر کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کرنا باعث برکت ہے اور اس وقت فرشتے قرآن سننے کو حاضر ہوتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تہجد کی نماز ادا کرنے کا حکم دیا کہ یہ نماز نبی ﷺ پر امت کے مقابلے میں لازمی تھی اور اس کا سبب یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو قیامت کے روز مقام محمود عطا فرمائیں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے روح کی حقیقت کو بھی واضح کیا کہ روح، اللہ کے حکم یعنی امر سے ہے۔

اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمٰن کہہ کے پکارو، اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں اس کو جس نام سے چاہو، پکارا جا سکتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کے بعد سورۃ کہف ہے سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید بشارت دیتا ہے نیک عمل کرنے والے مسلمانوں کو کہ ان کے لیے بڑے اجر کو تیار کر دیا گیا ہے اور ڈراتا ہے ان لوگوں کو کہ جنہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہوا ہے۔ اس میں عیسائیوں اور یہودیوں کو ڈرایا گیا ہے جو کہ عیسیٰ علیہ السلام اور عُزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں نہ تو ان کے پاس علم ہے اور نہ ان کے آباواجداد کے پاس علم تھا اور یہ بات گھڑی ہوئی ہے پس یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بعض مومن نوجوانوں کا بھی ذکر کیا جو کہ وقت کے بے دین بادشاہ کے شر اور فتنے سے بچنے کے لیے ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لیے انہیں تین سو نو برس کے لیے سلا دیا اور اس کے بعد جب وہ بیدار ہوئے تو آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ ہم کتنا سوئے ہو نگے تو ان کا خیال یہ تھا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ سوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض ایسے واقعات بیان کر کے درحقیقت توجہ آخرت کی طرف مبذول کروائی ہے کہ جو اللہ تین سو نو برس تک لوگوں کو سلا کر بیدار کر سکتا ہے، کیا وہ قبروں سے مردہ وجودوں کو برآمد نہیں کر سکتا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہر کام کا ارادہ کرنے سے پہلے ان شاءاللہ ضرور کہنا چاہیے، اس لیے ضروری نہیں کہ انسان جس کام کا ارادہ کرے وہ ضرور ہو جائے۔ انسان کا ارادہ کئی مرتبہ کچھ اور ہوتا ہے اور اللہ کو کچھ اور منظور ہوتا ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے دو لوگوں کا ذکر کیا، ان میں سے ایک غریب مگر صاحب ایمان تھا جبکہ دوسرا امیر اور بے دین تھا۔ غریب صاحب ایمان نے امیر آدمی سے کہا کہ جب تم باغات میں داخل ہوتے ہو تو ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ کا ورد کیا کرو تو جواب میں امیر آدمی کا جواب بڑا متکبرانہ تھا۔ اس نے اپنے مال ومتاع کو اپنی محنت کا نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ جو کچھ ہے، اسی دنیا میں ہے، اگر قیامت آ بھی گئی تو مجھے اس سے بھی بہتر ملنے والا ہے۔ اس پر غریب آدمی نے امیر کو سمجھانے کی کوشش کی کہ دیکھو اگرچہ میں دنیا میں غریب ہوں لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھے بہت کچھ دے کر میری محرومیوں کا ازالہ کر سکتے ہیں تم کو تو اللہ نے نعمتیں دی ہیں تم کیوں اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اس پر امیر آدمی نے اس کی باتوں کو نظر انداز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سارے باغ کو تباہ وبرباد کر دیا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر کیا۔ ہوا کچھ یوں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے اجتماع میں موجود تھے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ اس وقت رُوئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑا مقام عطا کیا تھا لیکن یہ جواب اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ دو دریاؤں کے سنگم پر چلے جائیں، وہاں آپ کی ملاقات ایک ایسے بندے سے ہوگی، جن کو میں نے اپنی طرف سے علم اور رحمت عطا کی ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات جناب خضر سے ہوئی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب خضر سے پوچھا کہ اگر میں آپ کے ہمراہ رہوں تو کیا آپ رشد وہدایت کی وہ باتیں جو آپ کے علم میں ہیں، مجھے بھی سکھلائیں گے، جناب خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ آپ ان باتوں کی بابت کیونکر صبر کریں گے جن کو آپ جانتے ہی نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جناب خضر علیہ السلام کو صبر کی یقین دہانی کرائی تو دونوں اکٹھے چل پڑے۔ کچھ چلنے کے بعد آپ ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب اترنے لگے تو خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا جناب موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ آئی کہ جس کشتی میں سفر کیا، اس میں سوراخ کر دیا۔ آپ نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا جناب خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے بھول جانے پر مواخذہ نہ کریں اور نہ ہی میرے سوالات پر تنگی محسوس کریں۔ جناب خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام پھر چل دیے، کچھ آگے جا کر ایک خوب صورت بچہ نظر آیا، جناب خضر نے بچے کو قتل کر ڈالا جناب موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا آپ نے پھر جناب خضر کے عمل پر اعتراض کیا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کے لیے اسی مضمون پر سولہویں پارے میں کچھ بحث کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

سولہویں پارے کا آغاز بھی سورۃ الکہف سے ہوتا ہے۔ پندرھویں پارے میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی جناب خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر ہوا تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام جناب خضر علیہ السلام کے کشتی میں سوراخ کرنے کے بعد ایک خوب صورت بچے کے قتل پر بھی مطمئن نہ تھے۔ اس لیے آپ نے اس پر بھی اعتراض کیا تھا۔ جناب خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اب اگر میں نے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے اپنے سے علیحدہ کر دیجیے گا، اس لیے کہ اب مزید سوال کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔ جناب خضر اور موسیٰ علیہ السلام اکٹھے آگے بڑھتے ہیں حتیٰ کہ ایک بستی میں جا پہنچتے ہیں، بستی کے لوگ بڑے بے مروت تھے۔ انہوں نے دو معزز مہمانوں کی کوئی خاطر تواضع نہ کی۔ اس بستی میں ایک جگہ دیوار گری ہوئی تھی۔ جناب خضر اس گری ہوئی دیوار کی تعمیر نو کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب دیوار مکمل ہو گئی اور جناب خضر نے وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جناب خضر اگر آپ چاہتے تو اس کام کا معاوضہ بھی وصول کر سکتے تھے۔ جناب خضر نے کہا کہ اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ پہنچا ہے۔ میں آپ کو ان تمام کاموں کی تعبیر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ حضرت خضر نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ کشتی میں میرے سوراخ کرنے کا سبب یہ تھا کہ جس ساحل پر جا کر کشتی رکی تھی، وہاں ایک بادشاہ کی حکومت تھی جو کہ ہر بے عیب کشتی پر جبراً قبضہ کر لیتا تھا۔ میں نے اس کشتی میں سوراخ کر دیا تا کہ کشتی کے غریب مالک بادشاہ کے ظلم سے بچ جائیں۔ جس خوب صورت بچے کو میں نے قتل کیا، وہ بڑا ہو کر اپنے والدین کے ایمان کے لیے خطرہ بننے والا تھا۔ اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے والدین کو ایک صالح بچہ عطا فرمانے والے ہیں، جہاں تک حقیق ہے دیوار کی تعمیر نو کا تو وہ دیوار ایک ایسے گھر کی تھی جو بستی کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا، جن کا باپ نیک آدمی تھا اور ان کے گھر کے نیچے خزانہ دفن تھا۔ مالک کائنات چاہتے تھے کہ بچے جوان ہو جائیں اور بڑے ہو کر اپنے خزانے کو نکال لیں، جو کچھ بھی میں نے کیا اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم پر کیا۔ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مکمل علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہے اور وہ جتنا کسی کو دینا چاہتا ہے، دے دیتا ہے۔ اگرچہ جناب موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسول تھے لیکن اللہ نے بعض معاملات کا علم جناب خضر علیہ السلام کو عطا فرما دیا، جن سے جناب موسیٰ علیہ السلام واقف نہ تھے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب ذوالقرنین کا بھی ذکر کیا کہ جناب ذوالقرنین ایک نیک بادشاہ تھے، جنہوں نے اللہ کی توحید کی حکمرانی کے لیے بے مثال جدوجہد کی تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب ذوالقرنین کے تین سفروں کا ذکر کیا، جن میں سے ایک سفر انہوں نے مشرق کی طرف کیا اور ایک مغرب کی طرف، اس کے علاوہ آپ نے ایک سفر ایسی بستی کی طرف کیا، جس کے رہنے والے دو پہاڑوں کی ایک سمت میں رہتے تھے جبکہ یاجوج اور ماجوج پہاڑوں کی دوسری طرف رہتے تھے۔ اس بستی کے لوگ یاجوج اور ماجوج سے تنگ تھے۔ بستی کے لوگوں نے جناب ذوالقرنین سے استدعا کی کہ یاجوج اور ماجوج کے فتنے سے بچنے کے لیے ان کی مدد کی جائے۔ جناب ذوالقرنین نے بستی کے لوگوں کو یاجوج اور ماجوج کے شر سے بچانے کے لیے دو پہاڑوں کے دامن میں لوہے کی متعدد چادروں کو کھڑا کر کے ان کے درمیان تانبے کو پگھلا کر یاجوج اور ماجوج کو پہاڑوں کے دوسری طرف بند کر دیا۔

سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توانائیوں کو دنیا کی زیب وزینت کے لیے وقف اور صرف کرنے والے لوگوں کے اعمال کو بدترین اعمال قرار دیا جبکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہترین کاموں میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے لوگ میری ملاقات اور نشانیوں کا انکار کرنے والے ہیں اور ایسے لوگوں کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

سورۃ کہف کے بعد سورۃ مریم ہے۔ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی معجزاتی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ جناب زکریا علیہ السلام جناب مریم کے کفیل اور خالو تھے، جب انہوں نے سیدہ مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی ''اے پروردگار! تو مجھے بھی صالح اولاد عطا فرما دے۔'' جناب زکریا بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بیوی بھی بانجھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب زکریا کی فریاد سن کر ان کو بڑھاپے میں جناب یحییٰ علیہ السلام سے نواز دیا۔ اسی طرح جناب مریم سلام اللہ علیہا کے پاس جناب جبرئیل امین آتے ہیں اور ان کو ایک صالح بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ جناب مریم سلام اللہ علیہا کہتی ہیں کیا میرے گھر بیٹا پیدا ہوگا؟ جب کہ میں نے تو کسی مرد کی خلوت بھی اختیار نہیں کی۔ جبرئیل امین کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو پھر وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتے۔ وہ لفظ ''کُن'' کہتے ہیں اور وہ کام ہو جاتا ہے۔ سیدہ مریم حاملہ ہو جاتی ہیں، جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں تو سیدہ مریم لوگوں کی طعن وتشنیع کے خوف سے بے قرار ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو مضبوط فرماتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ جب آپ کی ملاقات کسی انسان سے ہو تو آپ نے کہنا ہے کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزہ رکھا ہوا ہے، اس لیے میں کسی کے ساتھ کلام نہیں کروں گی۔ جب آپ بستی میں داخل ہوتی ہیں تو بستی کے لوگ آپ کی جھولی میں بچے کو دیکھ کر کہتے ہیں اے ہارون کی بہن! اے عمران کی بیٹی! نہ تو آپ کا باپ برا آدمی تھا اور نہ آپ کی ماں نے خیانت کی تھی، یہ آپ نے کیا کر دیا تو سیدہ مریم نے اپنی انگلی سے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے مریم سلام اللہ علیہا کی گود سے آواز دی میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے، گود میں لیٹے ہوئے بچے کی آواز سن کر لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مزید کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لائق یہ بات نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، جب وہ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو کُن کہتا ہے اور وہ چیز رونما ہو جاتی ہے۔

سورۃ مریم کے بعد سورۃ طٰہٰ ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور پر اپنے ساتھ ہونے والی ملاقات کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جوتا اتارنے کا حکم دیا اور ان سے پوچھا کہ موسیٰ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میری لاٹھی ہے، جس سے میں سہارا لیتا ہوں اور اپنی بکریاں چراتا ہوں۔ اور اس سے بہت سے اور کام بھی لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو اپنی چھڑی زمین پر گرانے کا حکم دیا۔ جب چھڑی زمین پر گری تو بہت بڑے اژدھے کی شکل اختیار کر گئی اور جناب موسیٰ علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو عصا پکڑنے کا حکم دیا اور کہا آپ اسے پکڑ لیں، یہ (لاٹھی) دوبارہ اپنی شکل میں واپس آ جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے سامنے جا کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار! میرے سینے کو کھول دے، میرے معاملے کو آسان کر دے، میری زبان سے گرہ کو دور کر دے تا کہ لوگ میری بات کو صحیح طرح سمجھ سکیں اور میرے اہل خانہ میں سے جناب ہارون کو میرا وزیر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو سن لیا اور جناب ہارون کو

گزشتہ روز پندرھویں پارے کے ''ترجمہ وخلاصہ''

کا بقیہ سہواً شائع نہ ہو سکا یہ بقیہ

آج صفحہ 5 پر شامل اشاعت کیا گیا ہے

آپ کا نائب بنا دیا۔ آپ فرعون کے دربار میں آئے تو فرعون نے اپنی قوم کی حمایت حاصل کرنے کے لیے آپ سے سوال کیا کہ میری قوم کے وہ لوگ جو ہم سے پہلے مر چکے ہیں، آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا ذہن علم وحکمت سے پُر تھا۔ آپ نے برا خوبصورت جواب دیا کہ ان کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اور میرا پروردگار نہ کبھی بھولا ہے اور نہ کبھی گم راہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو تباہ و برباد کر دیا اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو رہے تھے تو ان کی قوم نے ان کی عدم موجودگی میں سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام واپس پلٹے تو اپنی قوم کو شرک کی دلدل میں اترا دیکھ کر انتہائی غضب ناک ہوئے اور جناب ہارون علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے اپنی ذمہ داری کیوں پوری نہیں کی۔ جناب ہارون نے کہا کہ میں نے ان پر سختی اس لیے نہیں کی کہ کہیں یہ لوگ منتشر نہ ہو جائیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو جناب موسیٰ نے سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کو آگ لگا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا اور اس جھوٹے معبود کی بے بسی اور بے وقعتی کو بنی اسرائیل پر ثابت کر دیا۔

سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رُوگردانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی معیشت کو تنگ کر دیں گے اور قیامت کے دن اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں کر دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہیں اپنی آیات دیں، تُو نے ان کو نظر انداز کر دیا چنانچہ آج تمہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پاک پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

سترہواں پارہ

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

سترھویں پارے کا آغاز سورۃ الانبیاء سے ہوتا ہے۔ سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ لوگوں کے حساب کتاب کا وقت آن پہنچا ہے لیکن لوگ اس سے غفلت برت رہے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے دین سمجھنے کا طریقہ بھی بتلایا کہ اگر کسی شے کا علم نہ ہو تو اہل علم سے اس بارے میں سوال کر لینا چاہیے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اس نے زمین اور آسمان کو کھیل تماشے کے لیے نہیں بنایا۔ اگر اس نے کھیل ہی کھیلنا ہوتا تو وہ کسی اور طریقے سے بھی یہ کام کر سکتا تھا۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے الوہیت کا دعویٰ کرے گا، ایسے شخص کی سزا جہنم ہے اور ظالموں کی یہی سزا ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اس نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اچھے اور برے حالات سے آزماتے ہیں، جب حالات اچھے ہوں تو انسان کو شکر کرنا چاہیے اور جب حالات برے ہوں تو انسان کو صبر کرنا چاہیے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو تولنے کے لیے میزان عدل قائم کریں گے۔ اس میزان میں ظلم والی کوئی بات نہیں ہوگی اور جو کچھ اس میں ڈالا جائے گا وہ انسان کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہوگی۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے بت کدے میں جا کر بت توڑنے کے واقعہ کا بھی ذکر کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بستی والوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو توڑ ڈالا اور بڑے بت کے گلے میں کلہاڑا لٹکا دیا۔ بستی کے لوگوں نے جب بتوں کو ٹوٹے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ایک جوان ابراہیم ان کا ذکر کر رہا تھا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام آئے تو ان سے پوچھا گیا کیا آپ نے ان بتوں کو توڑا ہے؟ جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اگر یہ بات کر سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات کہی تو بستی کے لوگ بڑے شرمندہ ہوئے اور کہا آپ کو پتا ہے کہ یہ بات نہیں کر سکتے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم پر تف ہے کہ تم ان کو پوجتے ہو، جو اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے توحید سے دشمنی کی وجہ سے میں آگ کے الاؤ میں پھینک دیا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، اتنی ٹھنڈی نہ ہو جانا کہ ابراہیم علیہ السلام کو سردی کا احساس ہونے لگے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد اور سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا کہ وہ ان کے ہمراہ تسبیح کرتے تھے اور جناب سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہوائیں ایک مہینے کی مسافت پر چلا کرتی تھیں۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے جناب یونس علیہ السلام کی دعا کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اللہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ کی ذات پاک ہے، اس تکلیف سے جو مجھ کو پہنچی ہے، بے شک میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب یونس علیہ السلام کی دعا قبول کر کے ان کے غموں کو ختم فرما دیا اور انہیں پریشانیوں سے نجات دے دی۔ اگر کوئی بھی شخص جناب یونس کی طرح دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم کو بھی اسی طرح دور فرمائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب یونس کے غم کو دور کیا تھا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے منصب کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

سورۃ الانبیاء کے بعد سورۃ حج ہے اور سورۃ حج کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے، اس زلزلہ کی وجہ سے حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی اور دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو پرے پھینک دے گی اور لوگ حالت نشہ میں نظر آئیں گے جبکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب انتہائی شدید ہوگا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم کو دوبارہ زندہ ہونے پر شک ہے تو ذرا اپنی پیدائش پر تو غور کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ضمیر کو مٹی سے اٹھایا اور پھر نطفے اور پھر خون کی جمی ہوئی پھٹکی سے، پھر گوشت کے مردہ لوتھڑے اور پھر گوشت کے زندہ لوتھڑے سے پیدا کیا۔ اور پھر ایک عرصے تک رحم مادر میں لٹکائے رکھا، پھر تم بچے کی شکل میں ظاہر ہوئے پھر جوان ہوئے اور پھر تم پر بڑھاپا طاری ہوا اور کچھ لوگ جوانی ہی میں چل بسے۔ اگر انسان اس سارے عمل پر غور کرے تو دوبارہ زندگی والی بات ذرا برابر بھی حیران کن نہیں لگتی۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کی غلط روش کا ذکر کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کنارے رہ کر عبادت کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے تو مطمئن ہیں اور اگر کوئی پریشانی آجائے تو فوراً گمراہی اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بھی گھاٹا ہے اور آخرت میں بھی نقصان۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ سورج، چاند، ستارے، درخت، پہاڑ، چوپائے اور انسانوں کی کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے۔ یہ کثیر تعداد جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے، سرخرو ہوگی اور جو انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے، درحقیقت وہ عذاب کے حق دار ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے، اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا بھی ذکر کیا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حج کے لیے آواز لگائی اور اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اب دنیا بھر سے لوگ مختلف طرح کی سواریوں پر بیٹھ کر حج کے لیے رواں دواں رہتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی قباحت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شرک کا ارتکاب کرنے والا اس طرح ہے جس طرح کوئی آسمان سے گرا ہو اور اس کو راستے ہی میں کسی پرندے نے اچک لیا ہو یا ہوا نے اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر پھینک دیا ہو۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ قربانی کو ہر امت پر واجب کر دیا گیا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کو جانوروں پر چھری چلاتے ہوئے بھی لیا جا سکے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کی قبولیت کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ کو جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے دل کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم مسلمانوں کو بھی جہاد کی اجازت دی ہے کہ جن کو بغیر کسی جرم کے ان کے گھروں سے عقیدہ توحید کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے شرک کی تردید کی ہے کہ جن معبودان باطل کو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں، ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ سارے جمع ہو کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور کبھی بنا بھی تو وہ کسی بات! اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اس کو واپس بھی نہیں پلٹا سکتے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدر پہچاننے کا حق ہے، بالعموم لوگ ویسے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانتے۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جد وجہد کرنی چاہیے، جس طرح کہ جد وجہد کرنے کا حق ہے اور جب اس کے راستے میں جد وجہد کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول و منظور بھی فرماتے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ امت مسلمہ کے لیے جناب ابراہیم ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام مسلمان اپنے باپ جناب ابراہیم کی ملت میں ہیں اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں پر ایک گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور مسلمان امت دیگر انسانوں پر گواہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، وہی تمہارا مولا ہے اور وہ بہترین مولا اور مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

اٹھارھواں پارہ

تراویح
ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

اٹھارھویں پارے کا آغاز سورہ مومنون سے ہوتا ہے سورہ مومنون کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اس گروہ کا ذکر کیا ہے جو جنت کے سب سے بلند مقام فردوس کا وارث بننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ مومن کامیاب ہوئے جنہوں نے اپنی نمازوں میں اللہ کے خوف اور خشیت کو اختیار کیا جنہوں نے لغویات سے اجتناب کیا جو زکوٰۃ کو صحیح طریقے سے ادا کرتے ہیں، جو امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں، جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، جو اپنی پاک دامنی کا تحفظ کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے۔ جو صاحب ایمان ایسا کرے گا وہ فردوس کا وارث بن جائے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی محنت کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے پھیلاؤ کے لیے ہر طرح کے طعنوں کو سہہ لیا مگر اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کا ذکر کیا کہ رسول ﷺ صراط مستقیم کی طرف بلانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ جو لوگ آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ ہم نے ان کو بغیر وجہ کے پیدا کر دیا ہے۔ اور انہوں نے ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آنا حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوبارہ پیش ہونگے اور انکو اپنے کیے کا جواب دینا ہوگا۔ اس سورت کے آخر میں جا کر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی غیر اللہ کو پکارتا ہے اس کے پاس ایسا کرنے کی کوئی دلیل نہیں اور اس کا حساب پروردگار کے پاس ہے اور اس نے بھی کافروں کو کامیاب نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس امر کی تلقین بھی کی ہے کہ وہ دعا مانگیں کہ اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔

سورہ مومنون کے بعد سورہ نور ہے اور سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فحاشی کی روک تھام کے لیے زنا کی سزا مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ زانی اور زانیہ کو ایک سو کوڑے مارنے چاہئیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حد کو عبور کرے اس کے بارے میں کسی کے دل میں نرمی پیدا نہیں ہونی چاہیے۔ سورہ نور میں زانی اور زانیہ کے لیے جو سزا مقرر کی گئی وہ غیر شادی شدہ زانی کی حد ہے جبکہ اگر اس گناہ کا ارتکاب شادی شدہ مرد یا عورت کرے تو حدیث پاک میں ایسے مجرم کے لیے سنگسار کی حد مقرر ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کی مذمت کی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہوں کو پورا نہیں کرتے ایسے لوگوں کو 80 کوڑے لگنے چاہئیں اور مستقبل میں ان کی کوئی گواہی قبول نہیں کرنی چاہیے اور ایسا شخص فاسقوں میں ہوگا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بدکرداری کے ایک غیر معمولی واقعے کا ذکر کیا ہے کہ جب مرد اپنی بیوی کو برائی کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے تو اس صورت میں مرد کی غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ وہ چار گواہوں کو لے کر آئے تو ایسی صورت میں وہ چار گواہوں کی جگہ چار قسمیں کھا کر اپنی بیوی پر برائی کا الزام لگا سکتا ہے اور پانچویں قسم اس کو یہ کہنا ہوگی کہ اللہ کی اس پر لعنت ہو اگر وہ جھوٹی قسم اٹھا رہا ہے۔ ایسی صورت میں بیوی کو صفائی کا پورا موقع دیا جائے کہ وہ اپنی صفائی کے لیے چار قسمیں اٹھائے کہ اس پر جھوٹی تہمت لگائی جا رہی ہے اور پانچویں قسم یہ اٹھائے کہ اللہ کا اس پر غضب ہو اگر اس کے شوہر کا الزام سچا ہو۔ اگر بیوی اپنے دفاع کے لیے قسم نہیں اٹھاتی تو اس پر شرعی حد کو نافذ کر دیا جائے گا اگر بیوی قسم اٹھا لیتی ہے تو شوہر اور بیوی کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بدگمانی کی بھی مذمت کی ہے اگر کوئی کسی مسلمان پر الزام لگاتا ہے تو اس کو اس الزام کی تائید کے لیے چار گواہوں کو پیش کرنا ہوگا اگر کوئی چار گواہوں کو پیش نہیں کرتا تو مسلمانوں کو چاہیے کہ فوراً اس الزام کی تردید کریں تاکہ معاشرے میں افواہوں کا قلع قمع ہو سکے اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا بھی ذکر کیا اور ان کی طہارت کے بیان کے لیے اٹھارہ آیات کا نزول فرمایا۔ معاشرے میں برائی کی روک تھام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں مومن مردوں کو اپنی نگاہیں جھکانے کا حکم دیا ہے اور مومن عورتوں کو اپنی نگاہیں جھکانے کے ساتھ ساتھ پردہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور محرم رشتہ داروں کے علاوہ تمام لوگوں سے اپنی زینتیں چھپانے کا حکم دیا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے غیر شادی شدہ مرد کی شادی کرنے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص فقیر تنگدست ہو تو نکاح کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما سکتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے برائی اور بدکاری کے لیے عورتوں کو استعمال کرنے سے روکا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ جن عورتوں کو جبراً بدکاری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو غلط کاری کے نتیجے میں عذاب نہیں دے گا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو روشن فرمانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کے راستے پر گامزن فرما دیتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان مردوں کا ذکر کیا ہے جو تجارت اور سوداگری میں مشغول ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل نہیں ہوتے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کا ذکر کیا ہے کہ کافروں کے اعمال سراب کی مانند ہوتے ہیں کہ پیاسا دور سے سراب کو پانی خیال کرتا ہے مگر قریب جاتا ہے تو وہاں پر کچھ بھی موجود نہیں ہوتا اسی طرح کافروں کو اپنے اعمال خوشنما معلوم ہوتے ہیں مگر قیامت کے دن ان کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے صحیح ایمان رکھنے والے مومنوں کا ذکر کیا ہے کہ جب ان کو اللہ اور رسول کے احکامات کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی اور صحیح کامیابی انہی صاحب ایمان لوگوں کے لیے ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے والے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر اسی طرح خلافت عطا کریں گے جس طرح انہوں نے ان سے پہلے لوگوں کو زمین پر حکومت عطا کی تھی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے خلوت کے تین اوقات کا ذکر کیا کہ ان اوقات مخصوصہ میں کسی کے گھر جانا درست نہیں۔ ایک عشاء کے بعد دوسرا فجر سے پہلے اور تیسرا ظہر کے بعد۔ ان تین اوقات میں کسی کے گھر جانا درست عمل نہیں ہے۔ ان تین اوقات کے علاوہ انسان کسی بھی وقت کسی کے گھر اجازت لیکر ملاقات کرنے کے لیے جا سکتا ہے۔

اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ دنیا میں فتنے کا نشانہ نہ بن جائیں اور آخرت میں ان کو دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سورہ نور کے بعد سورہ فرقان ہے۔ سورہ فرقان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل کیا تاکہ وہ دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں۔ فرقان کا مطلب فرق کرنے والا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نیکی اور بدی، ہدایت اور گمراہی، شرک اور توحید، حلال اور حرام کے درمیان فرق کرنے والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو فرقان کہہ کر پکارا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کا بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی تقدیر کو بھی ساتھ ہی لکھ دیا ہے۔ تمام مخلوق تقدیر الٰہی کی پابند ہے اور تقدیر الٰہی سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ پرندہ فضائے بسیط میں اڑ سکتا ہے مگر سمندر میں تیر نہیں سکتا مچھلی سمندر میں تیر سکتی ہے مگر فضا میں اڑ نہیں سکتی۔ ان تمام جانداروں کی حدود سرگرمیوں کی وجہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر ہے انسان بھی اللہ کی تقدیر کا پابند ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے افعال میں آزاد نہیں۔ انسان اپنے افعال کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت اور صلاحیتوں کے مطابق استعمال کر سکتا ہے۔ اور ہدایت اور گمراہی میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا اس کے بس اور اختیار میں ہے اور اسی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید پڑھنے اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

انیسواں پارہ

تراویح
ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

انیسویں پارے کا آغاز سورہ الفرقان سے ہوتا ہے۔ اس پارے کے آغاز میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو میری ملاقات کا یقین نہیں وہ بڑے تکبر سے کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کا نزول ہونا چاہیے یا ہم پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب وہ قیامت کے روز اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن مجرموں کو کوئی خوش خبری نہیں ملے گی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم حسرت و یاس کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا اے کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستے کو اختیار کیا ہوتا اور کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے نصیحت کے آجانے کے بعد اس سے غافل کر دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگ بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوں گے۔ انسان کو ہمیشہ نیکوکاروں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس اعتراض کا بھی ذکر کیا کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ پر یکلخت کیوں نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا بنیادی مقصد رسول اللہ ﷺ کے دل کو مضبوط کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کو احسن انداز سے کروانا تھا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے جو زندہ ہے اور جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور جو اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں ستاروں کو اور روشن سورج کو پیدا فرمایا۔ اور اس نے دن اور رات کی گردش کو جاری فرمایا۔ اس میں ان لوگوں کے لیے فائدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نصیحت حاصل کرنے پر شکر ادا کرنا چاہتے ہیں۔

سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے احوال کو بھی بیان کیا کہ رحمان کے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلنے والے ہیں اور جب جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ ان سے سلام پر اکتفا کرتے ہیں اور الجھتے نہیں ہیں۔ رحمان کے بندے اپنی راتوں کو سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں اور جب خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور رحمان کے بندے نہ تو شرک کرتے ہیں اور نہ کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ ہی بدکرداری کرتے ہیں اس لیے کہ ان کو اس کا علم ہوتا ہے کہ ایسے کام کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے تاہم اگر کوئی ان ہلاکت خیز گناہوں کے کرنے کے بعد پکی توبہ کرتا ہے اور ایمان اور عمل صالح کے راستے کو اختیار کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسی طرح رحمان کے بندے اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور کرتے ہیں اور ان پر پوری طرح تدبر و فکر کرنے کے بعد عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جب ان کا گزر کسی ایسی جگہ سے ہوتا ہے جہاں پر لوگ لغویات میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ لوگ اس جگہ سے پورے وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ رحمان کے بندے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہمارے بچوں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کو پیدا فرما اور ہمیں نیکوکاروں کا امام بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے بالاخانوں کو تیار کر رکھا ہے اور وہ اس میں رہیں گے اور یہ بہترین ٹھکانہ ہے۔

سورۃ فرقان کے بعد سورۃ الشعراء ہے۔ اور سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، قوم ہود، قوم ثمود اور قوم لوط پر آنے والے عذاب کا تذکرہ کیا کہ کس طرح ان تمام اقوام نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ان تمام اقوام نے تمام نبیوں کی تکذیب کی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک نبی کی تکذیب کرتا ہے وہ کسی ایک کی تکذیب نہیں کرتا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرتا ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی قوم سے بت پرستی کی وجہ دریافت کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا تم جب انہیں پکارتے ہو وہ تمہاری پکاروں کو سنتے ہیں اور کیا وہ تمہیں نفع و نقصان پہنچاتے ہیں تو جواب میں قوم کے لوگوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم نے اپنے آباواجداد کو انہیں پوجتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہارے اور تمہارے آباواجداد کے معبودوں کا مخالف ہوں، میری دعا اور عبادت رب العالمین کے لیے ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور سیدھا راستہ دکھایا، جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے، جو مجھے امراض سے شفا عطا فرماتا ہے، جو مجھے موت بھی دے گا اور پھر دوبارہ زندہ بھی کرے گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل ہونے کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی جیسی خوبصورت اور واضح زبان میں اتارا۔ اور اس کو جبرائیل امین رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک پر لے کر آئے تاکہ وہ لوگوں کو ڈرا سکیں۔ اور کہا کہ اس کی ایک بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء بھی اس کو پہچانتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان ہر جھوٹ بولنے والے بڑے گناہ گار پر نازل ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ بھٹکے ہوئے شاعروں پر بھی شیطان اترتا ہے۔ وہ شعراء جو ہر وقت وہم کی وادیوں میں ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں۔ اور قوت عمل سے قاصر صرف باتیں بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور ایمان کے بعد انہوں نے عمل صالح کے راستے کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ ان سے شیاطین کو دور فرمائیں گے۔

سورۃ الشعراء کے بعد سورہ النمل ہے۔ سورۃ النمل میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی نشانیوں کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے مثال معجزات عطا فرمائے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم کی نعمت سے مالا مال فرمایا اور ان کو اپنے بہت سے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب سلیمان علیہ السلام کو جناب داؤد علیہ السلام کا علم اور حکومت کے اعتبار سے وارث بنایا اور ان کو پرندوں اور جانوروں کی بولیاں سکھائی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ جنات، انسانوں اور ہواؤں پر حکومت دی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کا گزر چیونٹیوں کی ایک وادی پر سے ہوا تو چیونٹیوں کی سردار نے باقی چیونٹیوں سے کہا کہ چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام ہمیں اپنے قدموں تلے روند دیں اور ان کو کچھ بھی خبر نہ ہو۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے جب اس بات کو سنا تو آپ نے عاجزانہ انداز میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے پروردگار تو نے مجھ پر اور میرے والد پر انعامات کیے ہیں مجھے ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب سلیمان علیہ السلام کے دربار کی ایک کیفیت کا بھی ذکر کیا کہ جناب سلیمان علیہ السلام اپنے دربار میں جلوہ افروز تھے کہ آپ نے دربار میں ہدہد کو غائب پایا۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان نہ کی تو میں اس کو شدید عذاب دوں گا یا اس کو ذبح کر دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد ہدہد آیا تو اس نے کہا کہ جناب سلیمان علیہ السلام آج دربار کی طرف آتے ہوئے میرا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں حاصل ہیں اور ان پر ایک عورت حکمران ہے اور قوم کی بدنصیبی یہ ہے کہ وہ سورج کی پوجا کر رہی ہے جبکہ انہیں اللہ کی پوجا کرنی چاہیے۔ جناب سلیمان علیہ السلام اس ملکہ کے نام خط لکھتے ہیں۔ ملکہ خط کو پاتی ہے تو جناب سلیمان علیہ السلام کو تحفے تحائف بھجواتی ہے۔ جناب سلیمان علیہ السلام تحفوں کو دیکھ کر کہتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے وہ ان تحفوں سے بہت بہتر ہے جو ملکہ نے ہمیں بھجوائے ہیں۔ آپ اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تم میں سے کون ہے جو ملکہ کو تخت سمیت میرے دربار میں لے کر آئے۔ اس پر ایک بہت بڑے جن نے کہا کہ میں دربار کے برخاست ہونے سے پہلے ملکہ کو تخت سمیت یہاں لا سکتا ہوں۔ اس پر ایک ایسا شخص کھڑا ہوا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اور وہ اللہ کے اسمائے اعظم کا علم رکھنے والا تھا اس نے کہا میں ملکہ کے تخت کو آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کروں گا۔ آناً فاناً ملکہ تخت سمیت وہاں آگئی۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کے تخت میں تبدیلی کر کے ملکہ سے پوچھا کیا یہ تمہارا ہی تخت ہے تو جواب میں ملکہ نے کہا ہاں یہ میرا ہی تخت ہے۔ اس کے بعد جناب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کو اپنے محل کے ایک خاص حصے میں آنے کی دعوت دی، اس حصے کا فرش شیشے کا بنا ہوا تھا نیچے دیکھنے والی آنکھ کو پانی محسوس ہوتا تھا۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ کو شیشے کے فرش سے گزرنے کے لیے کہا تو ملکہ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے کو اٹھا لیا تاکہ کہیں اس کی ٹانگیں گیلی نہ ہو جائیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے کہا ملکہ یہ فرش شیشے کا بنا ہوا ہے۔ انہوں نے ملکہ کو بتایا کہ تم پانی اور شیشے میں فرق نہیں کر سکتی۔ جناب سلیمان علیہ السلام اصل میں ملکہ کو بتا رہے تھے کہ اسی طرح تم سورج کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کے نور میں بھی فرق نہیں کر سکتی۔ ملکہ نے اعلان کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور سلیمان کے ساتھ اسلام کو قبول کر لیا۔ یہ واقعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمیشہ دین کی دعوت حکمت اور دانائی سے دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

بیسواں پارہ

بیسویں پارے کا آغاز بھی سورۃ نمل سے ہوتا ہے۔ بیسویں پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی قوت تخلیق اور توحید کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کون ہے جس نے زمین وآسمان کو بنایا ہو؟ اور آسمان سے پانی کو اتارا؟ جس کی وجہ سے مختلف قسم کے باغات اگتے ہیں اور فرمایا کون ہے جس نے زمین کو قرار دیا ہے؟ اور اس میں پہاڑوں کو لگایا ہو اور اس میں نہروں کو جاری فرمایا ہو؟ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی الٰہ ہے اور مزید کہا کہ اللہ کے سوا کون ہے جو بے قراری کی حالت میں کی گئی دعاؤں کو سننے والا ہو اور جو تکلیف پہنچتی ہے اس کو دور فرمانے والا ہو۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو خشکی اور رات کی تاریکیوں میں انسانوں کی رہنمائی فرمانے والا ہو اور کون ہے جو خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجنے والا ہو اور کہا کیا اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے جو تخلیق کا آغاز کرنے والا ہو اور دوبارہ اس کو زندہ کرنے والا ہو اور کون ہے جو زمین وآسمان سے رزق عطا فرمانے والا ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو سناؤ اگر تم سچے ہو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام سے کہا کہ آپ کہہ دیجیے کہ زمین وآسمان میں چھپی ہوئی چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کافروں کے غلط عقیدہ کا بھی ذکر کیا کہ کافر یہ کہتے تھے کہ جب ہم اور ہمارے آباء مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ مٹی سے نکالا جائے گا؟ یہ وعدہ ہے جو ہم سے اور ہمارے آباء واجداد سے کیا گیا اور یہ صرف پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ انسان بنیادی طور پر بڑا کوتاہ بین ہے اور وہ صرف اس بات پر یقین رکھتا ہے جو اس کو نظر آتی ہے اور مستقبل کے ان حقائق کو نظر انداز کر دیتا ہے جن کو وہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتا۔ بعض لوگوں کو موت کا بھی یقین نہیں ہوتا حالانکہ موت تو ہر ذی روح کو آنی ہی ہوتی ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جس دن صور پھونکا جائے گا تو ہر شخص صدمے اور غم کا شکار ہو جائے گا سوائے اس شخص کے جسے خود اللہ تعالیٰ اس غم سے محفوظ فرمائے۔ اور کہا کہ جن پہاڑوں کو تم زمین پر ٹکا ہوا دیکھتے ہو یہ اس دن اس طرح چلنا شروع ہو جائیں گے جس طرح بدلیاں چلتی ہیں۔

سورۃ نمل کے بعد سورۃ قصص ہے۔ سورۃ قصص میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کیا ہے۔ فرعون ایک برس بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرواتا اور ایک سال ان کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال فرعون نے بچوں کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر وحی کو نازل فرمایا کہ ان کو دودھ پلائیں۔ جب آپ کو خدشہ ہو کہ فرعون کے ہرکارے آپہنچے ہیں تو ان کو جھولے میں لٹا کر سمندر کی لہروں کی نذر فرمادیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسے ہی کیا جب خطرہ محسوس ہوا تو ان کو جھولے میں بٹھا کر سمندر کی لہروں کی نذر فرمادیا۔ سمندر کی لہروں نے جھولے کو فرعون کے محل تک پہنچا دیا۔ فرعون کی اہلیہ جناب آسیہ نے جھولے میں ایک خوبصورت بچے کو آتے دیکھا تو فرعون سے کہا کہ اسے قتل نہ کریں، یہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گا، ہم اس کو بیٹا بنا لیں گے۔ اور یہ ہمارے لیے نفع بخش بھی ہو سکتا ہے۔ فرعون نے جناب آسیہ کی فرمائش پر جناب موسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ان کو پالنے پر آمادہ و تیار ہو گیا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی بہن بھی تعاقب کرتے کرتے فرعون کے محل تک پہنچ گئیں۔ فرعون نے اعلان کر دیا کہ مجھے اس بچے کے لیے دایا کی ضرورت ہے۔ بہت سی دایاؤں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے دائیوں کو جناب موسیٰ علیہ السلام پر حرام فرما دیا۔ یہاں تک کے جناب موسیٰ علیہ السلام کی بہن آگے بڑھیں اور کہنے لگیں کہ کیا میں آپ کو ایک ایسے خانوادے سے آگاہ نہ کروں جو آپ کے لیے اس بچے کی کفالت کر دے۔ فرعون نے کہا اس خاندان کو بھی آزمالینا چاہیے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون کے محل میں پہنچیں، موسیٰ علیہ السلام کو اپنی گود میں لیا تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب منظر ہے کہ دشمن، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دودھ پلانے کی اجرت دے رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پرورش پاتے ہیں۔ جب جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت سے بہرہ ور فرما دیا۔ ایک دن جناب موسیٰ علیہ السلام شہر میں داخل ہوتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ فرعون کے قبیلے کا ایک آدمی بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ بنی اسرائیل کے آدمی نے جب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی دہائی دی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے آدمی کی حمایت میں فرعونی کو زوردار تھپڑ دے مارا۔ تھپڑ مارنے کی دیر تھی کہ وہ آدمی ضرب کلیمی کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو آپ نے پروردگار عالم سے توبہ واستغفار کی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی توبہ اور استغفار کو قبول کر لیا۔ اسی اثنا میں موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع ملی کہ فرعون کے ہرکارے ان کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کو طلب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی رہنمائی کی اور ان کو مدین کے گھاٹ پر پہنچا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام مدین کے گھاٹ پر پہنچے، کیا دیکھا کہ لوگ پانی نکالنے کے لیے قطاروں میں کھڑے ہیں اور وہاں پر دو لڑکیاں بھی پانی لینے آئی تھیں لیکن رش کی وجہ سے پانی لینے سے قاصر تھیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے پانی نکالا اور ایک طرف ہٹ کر سائے میں بیٹھ گئے۔ بھوک اور پیاس کو محسوس کیا تو پروردگار عالم سے دعا مانگی اے میرے پروردگار تو میری جھولی میں خیر کو ڈال دے۔ دعا مانگنے کی دیر تھی کہ یکا یک انہی دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی انتہائی شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا کہ میرے بابا آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ جو آپ ہمارے کام آئے ہیں اس کا آپ کو صلہ دیا جائے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام مدین کے بزرگ شخص کے پاس پہنچے۔ بہت سے مفسرین کے مطابق وہ جناب شعیب علیہ السلام تھے۔ آپ نے ان کو اپنے حالات سے آگاہ کیا تو جناب شعیب علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے پاس رہیں اور آپ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی شادی بھی اپنی بیٹی سے فرما دی۔ موسیٰ علیہ السلام دس برس تک جناب شعیب علیہ السلام کے پاس مقیم رہے اور ان کی بکریاں بھی چراتے رہے۔ دس برس کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے وطن واپسی کا ارادہ کیا۔ راستے میں سردی کا احساس ہوا، طور پہاڑ کے پاس سے گزرے تو دور سے آگ کو جلتا ہوا محسوس کیا۔ اپنی اہلیہ سے فرمانے لگے کہ تم ذرا ٹھہرو، میں طور پہاڑ سے آگ لے کر آتا ہوں۔ اس سے ذرا حرارت پیدا ہو جائے گی۔ جب طور پر پہنچے تو خالق کائنات نے آواز دی اے موسیٰ میں اللہ عزیز وحکیم ہوں۔ اس موقع پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے نواز دیا اور آپ کے عصا کو معجزاتی عصا اور آپ کے ہاتھ کو نورانی بنا دیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اللہ میرے بھائی ہارون کو بھی نبوت عطا فرما دے اس لیے کہ وہ خطابت اور بلاغت کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ فرعون کے پاس آئے تو فرعون نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہر طرح اس کو سمجھایا مگر وہ نہ مانا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پانی میں ڈبو کر ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ایک بڑے نافرمان کا بھی ذکر کیا۔ قارون جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا بہت بڑا نافرمان تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اس کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا گوارا نہ کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مال سے نوازا تھا لیکن وہ اس کو عطائے الٰہی سمجھنے کی بجائے اپنا کارنامہ خیال کرتا اور اس میں اللہ کے حق کو تسلیم نہ کرتا۔ ایک دن وہ اپنے خزانے کی چابیوں کے ساتھ نکلا اور عالم یہ تھا کہ اس کے خزانے کی چابیوں کو ایک بہت بڑے قافلے نے اٹھایا ہوا تھا۔ دنیا کے طلب گاروں نے جب یہ منظر دیکھا تو تمنا کی کہ کاش ہمیں بھی وہ کچھ مل جائے جو قارون کے پاس ہے۔ وہ لوگ جو صاحب علم تھے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس سے ملنے والا اجر اس خزانے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مگر دنیا داروں کی آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آناً فاناً قارون کو اس کے تکبر کی وجہ سے خزانے سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ وہ لوگ جو کل تک قارون کے سرمائے کی تمنا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچا لیا وگرنہ ہم بھی زمین میں دھنس چکے ہوتے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا وعدہ بھی کیا کہ وہ ان کو مکہ میں ضرور واپس پلٹائے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور رسول اللہ ﷺ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد سورۃ عنکبوت ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی ایمان کا دعویٰ کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ضرور آزمائیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کو آزمایا تھا اور آزمائش کے بعد اس بات کو واضح کریں گے کہ ایمان کے دعوے میں سچا کون اور جھوٹا کون ہے۔ بندہ مومن آزمائش طلب نہیں کرتا لیکن اگر آزمائش آجائے تو خندہ پیشانی سے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ مشرکوں کی مثال مکڑی کی ہے جو گھر بناتی ہے لیکن اس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ اسی طرح مشرک غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر ان کی پکار میں کوئی وزن نہیں ہوتا۔ بے شک ان کے نظریات مکڑی کے کمزور گھروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تراویح

ترجمہ وخلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

اکیسواں پارہ

اکیسویں پارے کا آغاز سورہ عنکبوت سے ہوتا ہے۔ اکیسویں پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ حبیب علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے اس کی تلاوت کریں اور نماز قائم کریں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا بیشک نماز فحاشی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو نزول قرآن سے قبل کوئی کتاب لکھی تھی اور نہ ہی آپ پڑھنا جانتے تھے، اگر آپ پڑھنا لکھنا جانتے ہوتے تو پھر شک کرنے والوں کی بات میں کوئی وزن ہوتا لیکن اب تو ان کا اعتراض بالکل ہی بلا جواز ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ واضح آیات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے سینوں میں محفوظ فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑنے والے لوگ ظالم اور کافر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں مشرکین مکہ کی بد اعتقادی کا ذکر کیا کہ جب وہ سمندروں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو پورے اخلاص سے پکارتے ہیں اور جب خشکی میں ہوتے ہیں تو وہ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ میرے راستے میں جدّ وجہد کرتے ہیں، میں ان کو اپنا راستہ ضرور دکھاؤں گا اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

سورۃ عنکبوت کے بعد سورہ الرّوم ہے۔ سورہ الرّوم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روم مغلوب ہو گیا ہے لیکن شکست کے چند ہی سالوں کے اندر روم غالب آئے گا۔ جب سورہ الرّوم میں ان آیات کا نزول ہوا تو اس وقت کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ رومی ایران پر غالب آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو اس طرح پورا کیا کہ رومیوں نے ایران سے شکست کھانے کے بعد نو برس کے اندر ان کو عبرتناک شکست سے دوچار کر دیا تھا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اعمال صالح کی جزا دنیا کو بتلایا ہے اور کفر اور آیات الٰہی اور یوم حساب کو جھٹلانے کی سزا جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پارے میں یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے صبح اور شام کے وقت اور اس کی حمد بیان ہوتی ہے ظہر اور عشاء کے وقت۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نشانیوں کا بھی ذکر کیا۔ انکی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے مٹی سے انسان کے خمیر کو اٹھایا اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے ہماری جنس میں سے ہمارے لیے بیویوں کو پیدا کیا، جن سے ہم سکون حاصل کرتے ہیں اور جوڑوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے شفقت اور رحمت کو پیدا کیا اور اس کی ایک نشانی زمین وآسمان کی تخلیق اور رنگوں اور زبانوں کا اختلاف ہے۔ اسی طرح اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ انسان دن اور رات کو سوتا بھی ہے اور محنت بھی کرتا ہے اور اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بجلی کڑکتی ہے، جس سے انسان کو فائدہ کی امید ہوتی ہے اور تباہی کا اندیشہ بھی اور پھر وہ آسمان سے پانی اتارتا ہے، جس سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زمین اور آسمان اس کے حکم سے قائم ہیں اور جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو آواز دیں گے تو انسان قبروں میں سے نکل کر اس کی پکار پر لبیک کہیں گے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ان کو دینا چاہیے، یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے پروردگار کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو سود انسان کھاتا ہے، جس کا مقصد مالوں کو پرورش دینا ہوتا ہے، اس سے مال پروان نہیں چڑھتا اور جو زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے لیے دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق کی قوت کو منوانے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا اور پھر تمہیں موت دیں گے، پھر تمہیں زندہ کریں گے کیا وہ معبودانِ باطل، جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے، وہ یہ کام کر سکتے ہیں؟۔ اللہ تعالیٰ پاک اور بلند ہے اس چیز سے جن کو شرک کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خشکیوں اور پانیوں میں انسانوں کی بداعمالیوں نے فساد پیدا کر دیا ہے، انسانوں کو چاہیے کہ اپنا احتساب کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ کر استغفار کیا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دے اور ان کو امن وآشتی حاصل ہو جائے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کم زوری سے پیدا کیا اور پھر کم زوری کے بعد قوت عطا فرمائی اور پھر قوت کے بعد دوبارہ کم زوری اور بڑھاپے کو انسانوں پر مسلط کر دیا، وہ جو چاہتا ہے بنا سکتا ہے اور وہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔

سورۃ روم کے بعد سورۃ لقمان ہے۔ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ کامیابی حاصل کرنے والے لوگ، نمازوں کو قائم کرنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور آخرت پر پختہ یقین رکھنے والے ہوتے ہیں۔

سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ بعض لوگ لغو باتوں کا کاروبار کرتے ہیں اور ان کا مقصد صرف لوگوں کو گم راہ کرنا ہوتا ہے، لغو باتوں میں موسیقی، بے راہ روی پیدا کرنے والا لٹریچر، مخرب الاخلاق افسانے اور ناول وغیرہ سبھی شامل ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے حکیم لقمان کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت سے نوازا تھا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ جناب لقمان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت اور دانائی کی روشنی میں اپنے بیٹے کو بعض یادگار نصیحتیں کی تھیں۔ ان نصیحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ اے میرے بیٹے شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے اور انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ والدین کی خدمت اور اطاعت کرنا اور اگر وہ شرک اور بے دینی کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننا اور دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان میں موجود ہر ذرّے کی کیفیت سے آگاہ ہیں، اس لیے جو بھی چھوٹا سا گناہ اور چھوٹی سی نیکی تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو سامنے لے آئے گا، بے شک وہ باریک بین اور باخبر ہے۔ اس کے علاوہ جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے نماز کو قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور جو کچھ تم کو پہنچے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بہت بڑا کام ہے۔ زمین پر اکڑ کر مت چلنا، میانہ روی کو اختیار کرنا اور اپنی آواز کو بات چیت میں پست رکھنا، بے شک بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔

اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان پانچ غیب کی باتوں کا ذکر کیا ہے جن کو صرف وہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ جانتا ہے بارش کب ہوگی اور وہ جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہے اور کسی نفس کو نہیں پتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا وہ کس زمین میں مرے گا۔ ان تمام باتوں کا علم صرف باخبر اور علم رکھنے والے اللہ کے پاس ہے۔

اس کے بعد سورۃ سجدہ ہے۔ سورۃ سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اس نے ملک الموت کی ڈیوٹی انسانوں کی روح قبض کرنے پر لگائی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ کسی انسان کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا اہتمام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بتلایا ہے کہ مومن اور گناہ گار برابر نہیں ہو سکتے۔ مومن کا مقدر جنت جبکہ سرکشی اور نافرمانی اختیار کرنے والے کا مقدر جہنم کے انگارے ہیں۔

سورت سجدہ کے بعد سورۃ احزاب ہے سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اس لیے کسی کے نسب میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح اگر کوئی اپنی بیوی کو اپنی ماں کہہ دے تو وہ اسکی ماں نہیں ہو جاتی، کفارہ ادا کر کے سابقہ تعلقات معمول پر آ سکتے ہیں۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے مقام کی بلندی کا ذکر کیا کہ نبی ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، ہر مومن اور مسلمان کے لیے ازواج مطہرات کا احترام ضروری ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے احزاب کے معرکے کا ذکر کیا کہ جب چوبیس ہزار کے لشکر نے مدینہ کی چھوٹی سی بستی پر حملہ کر دیا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ایمان کی وجہ سے کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور یوم حساب کی آمد کا یقین ہے، اس کے لیے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہر شعبہ زندگی میں ہمارے لیے نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور گھریلو زندگی، سماجی زندگی، انفرادی زندگی، اجتماعی زندگی میں ان کی ذات ہی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر وہ دنیا کا مال ومتاع چاہتی ہیں تو وہ ان کو عطا کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا جائے گا لیکن اگر وہ اللہ، اس کے رسول اور یوم جزا کو چاہتی ہیں تو نیکوکار عورتوں کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ تمام ازواج مطہرات نے دنیا کی زیب وزینت کے مقابلے میں آخرت کو اختیار کیا اور کامیاب اور کامران ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

بائیسواں پارہ

بائیسویں پارے کا آغاز سورۃ احزاب سے ہوتا ہے۔ سورۃ احزاب کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی امہات المومنین میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لیئے آپ کو وقف کرے گا اور نیک اعمال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور اس کے لیئے پاک رزق تیار کر دیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اس امر کی بھی تلقین کی ہے کہ جب وہ کسی سے بات کریں تو نرم آواز سے بات نہ کیا کریں تا کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ ان کی آوازوں کو سن کر طمع نہ رکھے اور معروف طریقے سے بات کریں اور اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اس امر کی بھی تلقین کی کہ وہ اپنے گھروں میں مقیم رہیں اور ایام جاہلیت کی بے پردگی اور بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کریں اور نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نبی کے گھر والوں سے ناپاکی کو دور کر لیا جائے اور ان کو پاک صاف کر دیا جائے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کا بھی ذکر کیا کہ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی اہلیہ کے ساتھ ناچاقی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ جناب زید کی مطلقہ کے ساتھ شادی کر لیں۔ نبی ﷺ کے دل میں یہ خیال تھا کہ لوگ باتیں بنائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس مسئلے میں لوگوں کی رائے کی پروا نہ کریں اور جناب زید جو کہ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے ان کی اہلیہ کے ساتھ شادی کر لیں تا کہ مستقبل میں امت کے لیئے اس معاملے میں کوئی دشواری نہ رہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بھی واضح فرما دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور اس کے آخری نبی ہیں۔

اس سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کریں اور صبح شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا کریں۔ ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے مومنوں پر درود بھیجتے ہیں تا کہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی سمت گامزن کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر مہربانی کرنے والا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ جلباب اوڑھا کریں۔ جلباب سے مراد ایک ایسا لباس ہے جس نے عورت کو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک ڈھانکا ہو۔ اور اس لباس کا مقصد یہ تھا کہ وہ پہچان لی جائیں اور کوئی ان کو تنگ نہ کرے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے حوالے سے بتلایا کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو جہنمیوں کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس موقع پر جہنمی کہیں گے کہ اے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مانا ہوتا اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں اور سرداروں کی بات کو مانا، پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر لعنت برسا۔

اس سورت میں سچی بات کہنے کے فوائد بھی بتلائے گئے کہ اگر بات سیدھی کی جائے تو معاملات سنور جاتے ہیں اور اللہ حق گو شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

سورۃ الاحزاب کے بعد سورۃ سبا ہے۔ سورۃ سبا میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں جس کے لیئے آسمان و زمین میں موجود سب کچھ ہے اور اس کی حمد آخرت میں ہے اور وہ باخبر حکمت والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا اور اس کی طرف چڑھتا ہے اور وہ رحمت کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر اپنے انعامات کا ذکر کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد علیہ السلام کے لیئے پہاڑ اور پرندوں کو مسخر فرما دیا اور لوہے کو ان کے ہاتھوں میں نرم کر دیا تھا۔ اور جناب سلیمان علیہ السلام کے لیئے مہینے کے سفر پر آنے جانے والی ہواؤں کو مسخر فرما دیا تھا اور جنات کو ان کے احکامات کے تابع کر دیا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے ان کے کام کرتے تھے اور سلیمان علیہ السلام ان سے تعمیراتی کام لیتے تھے اور جو کوئی نافرمانی کرتا اس کو سخت سزا کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے جناب سلیمان علیہ السلام پر موت کو طاری کر دیا تو جنات کو اس بات کی خبر نہ ہوئی، جناب سلیمان علیہ السلام چھڑی کے سہارے کھڑے تھے، جب چھڑی کو دیمک لگ گئی تو جناب سلیمان علیہ السلام کے زمین پر گرنے کے بعد جنات کو اس بات کی خبر ہوئی وگرنہ اتنی دیر تک وہ پوری تندہی سے ان کا کام کرنے میں مصروف رہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ساری انسانیت کے لیئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا مگر لوگوں کی اکثریت اس بات کو نہیں جانتی۔

سورۃ سبا کے بعد سورۃ فاطر ہے۔ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں زمین اور آسمان بنانے والے اللہ کے لیئے ہیں۔ اس نے فرشتوں میں سے بھی رسول چنے ہیں۔ بعض فرشتے دو پروں والے بعض تین اور بعض چار پروں والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی خلقت میں جس طرح چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جناب جبرئیل امین جو کہ فرشتوں کے سردار ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے چھ سو پر عطا فرمائے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان گمراہ لوگوں کا بھی ذکر کیا کہ جن کو ان کے غلط اعمال بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت ﷺ کو دلاسہ دیتے ہیں کہ آپ ان اعمال پر حسرت نہ کریں، اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے جو یہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا میں جتنی حورتیں حاملہ ہوتی اور جتنی بچوں کو جنتی ہیں اور جو کوئی بھی بوڑھا ہوتا ہے اور جس کی عمر کم ہوتی ہے اللہ کو ہر بات کا علم ہوتا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دھوپ اور چھاؤں برابر ہو سکتے ہیں اور نہ ہی زندہ اور مردہ برابر ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہدایت کے راستے پر ہو وہ گمراہ انسانوں کے برابر نہیں ہوتا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی کو اتارتا ہے اور اس کے ذریعے مختلف ذائقوں کے پھلوں کو پیدا کرتا ہے اور پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کے پہاڑ ہیں، کوئی سفید کوئی سرخ اور کوئی کالے رنگ کا ہے اور انسان اور چوپائے اور مویشیوں کے مختلف رنگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جنت میں نہ دکھ ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا احساس ہوگا۔ سورۃ فاطر کے بعد سورۃ یٰس ہے۔ سورۃ یٰس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی قسم کھا کر کہا بے شک محمد ﷺ رسولوں میں سے ہیں اور ان کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کافر ہیں ان کو ڈرایا جائے یا نہ ڈرایا جائے ان کے لیئے برابر ہے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ رسول کریم ﷺ اس کو ڈراتے ہیں جو کہ قرآن مجید کی پیروی کرتا اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کو اختیار کرنے والا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ دو طرح کے اعمال کو لکھتے ہیں، ایک عمل وہ جو انسان خود کرتا ہے، دوسرا عمل جو اس کے پیچھے آتا ہے۔ پیچھے آنے والے اعمال میں صدقہ جاریہ اور لواحقین کی دعائیں شامل ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کا ذکر کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو رسولوں کو بھیجا لیکن بستی والوں نے ان کو جھٹلا دیا تب اللہ تعالیٰ نے تیسرے رسول کے ذریعے قوت عطا کی۔ ان رسولوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں جس پر بستی والوں نے کہا کہ رحمان نے کچھ بھی نازل نہیں کیا اور تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بستی والوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے بستی کے ایک کنارے سے ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو رسولوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ بھی طلب نہیں کر رہے اور وہ ہدایت پر ہیں۔ پھر کیا ہوا، یہ سب کچھ تیسویں پارے میں بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح

ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

تیسواں پارہ

تیسویں پارے کا آغاز سورۃ یٰس سے ہوتا ہے۔ بائیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی تائید کرنے والے مومن کا ذکر کیا تھا، اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کی تبلیغ کا ذکر کیا کہ اس نے بستی کے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ میں اللہ کی پوجا کیوں نہ کروں کہ اسی نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف مجھ کو پلٹ کر جانا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اگر میں کوئی اور معبود پکڑ لوں تو مجھے اس معبود کا کیا فائدہ کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ میرا کچھ بھی بھلا نہیں کر سکتے بستی والوں نے اس کی دعوت قبول کرنے کی بجائے اس کو شہید کر دیا۔ اس کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ جنت میں جانے کے بعد اس نے کہا کہ اے کاش میری قوم کے لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔ اس کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بستی والوں سے روٹھ گئیں۔ اللہ نے اس سورت میں اپنی بہت سی نشانیوں کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں رات اور دن کا آنا جانا شامل ہے اور اس کی نشانیوں میں سورج کا چلنا اور چاند کا گھٹنا بڑھنا بھی شامل ہے اور اس کی نشانیوں میں کشتیوں کا سمندر میں چلنا بھی شامل ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑیوں کا بھی ذکر کیا ہے کہ قیامت کے دن کافر یہ بات کہیں گے کہ ہمیں ہماری قبروں سے کس نے نکالا ہے، بلا شبہ یہ رحمان کا وعدہ ہے اور رسول اپنی دعوت میں سچے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرموں کے لبوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ اور قدم ان کے خلاف گواہی دیں گے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی خوشگوار زندگی کا بھی ذکر کیا کہ جنتی اپنی بیویوں کے ساتھ خوبصورت تختوں اور پھولوں پر بیٹھے ہونگے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعتراضات کا ذکر کیا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ ہماری ہڈیاں چور چور ہو چکی ہونگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ ہی ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا تھا اور اسکو ہر قسم کی تخلیق میں پوری خبر ہے۔

اور سورۃ یٰس کے بعد سورۃ الصافات ہے۔ سورۃ الصافات میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی تخلیق کے مقاصد واضح کیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کے ذریعے آسمان کو زینت عطا کی ہے اور ان میں سے بعض ستاروں کو اللہ تعالیٰ آسمان کی خبریں چوری کرنے والے شیاطین کو مارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب میں دکھلایا کہ وہ اپنے بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جناب اسماعیل علیہ السلام سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہارے گلے پر چھری چلا رہا ہوں، بیٹے بتاؤ کہ تمہاری رائے کیا ہے۔ جناب اسماعیل علیہ السلام نے جواب میں کہا بابا آپ وہ کام کریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ جب جناب ابراہیم نے اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹایا تو اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم کو پکارا کہ آپ نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی قبول فرما کر جہاں اُخروی جزا کو ان کا مقدر بنا دیا، وہیں رہتی دنیا تک کے لیے آپ کی قربانی کو ایک مثال بنا دیا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب یونس علیہ السلام کا ذکر کیا کہ جناب یونس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لاکھ افراد کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور جناب یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کثرت سے تسبیح کی اور اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بہت بڑی مصیبت سے نجات دے دی تھی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات کی بھی تردید کی ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتلاتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور فرشتے صف باندھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ان عیبوں سے جو مشرک اس سے جوڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سلام ہو رسولوں پر۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا۔

سورۃ صافات کے بعد سورۃ ص ہے۔ سورۃ ص میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے جناب رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر اعتراض کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اللہ واحد کی عبادت کا درس دیا اور باقی تمام معبودوں کی نفی کی تھی اور یہ بات مشرکین کو کسی بھی طور گوارا نہیں تھی۔

سورۃ ص میں اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد علیہ السلام کی حکمت اور قوت بیان کا ذکر کیا۔ اور ایک مقدمے کا بھی ذکر کیا کہ جناب داؤد علیہ السلام اپنے محل میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے محل میں دو افراد داخل ہوئے۔ جناب داؤد علیہ السلام ان کے اچانک داخل ہونے پر تشویش کا شکار ہو گئے تو انہوں نے جناب داؤد سے عرض کی کہ ہم آپ سے ایک تنازع کا فیصلہ کروانے کے لیے آئے ہیں۔ جناب داؤد نے ان کے اختلاف کو سننا شروع کیا، پہلے شخص نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اور وہ اس کو بھی حاصل کرنا چاہتا ہے تو جناب داؤد نے دوسرے شخص کی بات سننے سے پہلے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے دنبیوں کے بارے میں سوال کر کے زیادتی کا ارتکاب کیا ہے جبکہ تمہارے پاس پہلے ہی ننانوے دنبیاں موجود ہیں، یکلخت داؤد علیہ السلام کے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے دوسرے فریق کا موقف بھی سننا چاہیے تھا۔ آپ کو اپنی رائے پر شدید صدمہ لاحق ہوا اور آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ مالک کائنات نے جب اپنے عظیم بندے کو اپنے سامنے جھکے ہوئے دیکھا تو ان کو بخش دیا اور ساتھ ہی نصیحت بھی فرمائی کہ اے داؤد آپ زمین پر خلیفہ ہیں پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ دیں اور اس معاملے میں اپنی خواہش کی کبھی بھی پیروی نہ کریں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب سلیمان علیہ السلام کی دعا کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے پروردگار عالم سے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی دوسرے کے نصیب میں نہ آئے بیشک تو بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب سلیمان علیہ السلام کی دعا کو قبول فرما کر ہواؤں کو آپ کے تابع فرما دیا۔ ان کو ایسی حکومت عطا کی، جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب ایوب علیہ السلام کی بیماری اور شفا کا ذکر کیا۔ جناب ایوب علیہ السلام بہت لمبے عرصہ تک بیمار رہے اور اس بیماری نے آپ کو مکمل طور پر بے بس کر دیا۔ جناب ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ اے پروردگار شیطان مجھے تکلیف دے رہا ہے، آپ مجھ پر رحم فرمائیں بے شک آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے جناب ایوب علیہ السلام کی دعا کو سن لیا اور ان کی تمام تکلیفوں کو دور فرما دیا۔

سورۃ ص کے بعد سورہ الزمر ہے۔ سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا ہے۔ پس آپ پورے خلوص سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مددگار تلاش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی پوجا اس لیے کر رہے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان اختلافات کا فیصلہ وہ خود فرمائیں گے اور بے شک وہ جھوٹ بولنے والے گمراہوں کو کچھ ہدایت نہیں دیتے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے انسانوں کو تین اندھیروں میں سے پیدا فرمایا تھا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حقیقی گھاٹا ان لوگوں کے لیے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں گھاٹا دیا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اوپر اور نیچے سے آگ کا عذاب سہنا ہوگا اور ان کے مقابلے میں جنتیوں کو ایسے کمرے ملنے والے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہے اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو کھلی گمراہی میں ہیں۔ اس سورت میں اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہترین بات کو نازل کیا ہے جسکے مضامین میں ہم آہنگی اور تکرار بھی ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے، ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کے رونگٹے اور دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جسکو اللہ گمراہ کرے، اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح

ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

چوبیسواں پارہ

چوبیسویں پارے کا آغاز سورۃ الزمر سے ہوتا ہے ۔اس پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور سچائی کو جھٹلاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ اور اس کے برعکس جو سچائی کی دعوت لے کر آتا ہے اور جو سچائی کی تائید کرتا ہے ایسے لوگ متقی ہیں، ایسے لوگوں کے لیئے اللہ تعالیٰ نے جنتوں کو تیار کر دیا ہے جن میں ان کے لیئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ'' اے میرے بندو جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہونا، بے شک اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے''۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ویسے قدر نہیں کی جیسے قدر کرنے کا حق ہے، جب قیامت کا دن آئے گا تو زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لیں گے۔

سورۃ الزمر کے بعد سورۃ مومن ہے ۔سورۃ مومن کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض صفات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والے لوگ کافروں کے علاوہ کوئی نہیں ہوتے اور زمین پر ان کے ٹھاٹھ باٹھ اور شاہانہ انداز زندگی کو دیکھ کر انسان کو گمراہ نہیں ہونا چاہیے ۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ عرش عظیم کو اٹھانے والے فرشتے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی حمد اور تسبیح بیان کرتے ہیں اور زمین پر موجود اہل ایمان کے لیئے دعا ے مغفرت بھی کرتے ہیں۔

اس سورت میں قیامت کی ہولناکیوں کا بھی ذکر ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شدید غضبناک ہوں گے اور بار بار یہ آواز بلند فرمائیں گے کہ'' آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟'' اور پھر خود ہی جواب دیں گے کہ اللہ واحد و قہار کی بادشاہی ہے ۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے اس عزم کا بھی ذکر کیا کہ اس نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں اپنے اور تیرے پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس متکبر کے شر سے جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے قبیلے کے ایک مومن شخص کا بھی ذکر کیا ہے جو دربار فرعون میں ایک اعلیٰ منصب پر فائز تھا اور اپنے ایمان کا اظہار نہیں کرتا تھا لیکن جب فرعون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو اس صاحب ایمان شخص کے لیئے یہ بات نا قابل برداشت ہوگئی اور اس نے اس موقع پر کہا کہ کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جس کا جرم اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے۔ اس مومن نے کہا کہ فرعون کے قبیلے والو تم ان اقوام کے حالات پر غور نہیں کرتے جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ قوم نوح ،قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ اس نے کہا میری قوم کے لوگو! تمہارا حال عجیب ہے کہ میں تمہیں نجات کے راستے کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ ایک وقت آئے گا جب تم میری کہی ہوئی نصیحت کی باتوں کو یاد کرو گے اور جہاں تک میرا معاملہ ہے میں نے اس کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے ۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کو پوری طرح جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مومن کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دے دی اور فرعون اور اس کے قبیلے والوں کو برے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اب عالم یہ ہے کہ صبح اور شام آگ کو آل فرعون پر پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی فرعون اور اس کے قبیلے کو شدید عذاب میں داخل کر دیا جائے گا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی دنیا میں بھی اور جب قیامت قائم ہوگی ۔ جب قیامت کا دن آئے گا اس دن کوئی عذر ظالموں کے کام نہیں آئے گا اور ان کو اللہ کی لعنت اور برے ٹھکانے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا، بے شک وہ لوگ جو اللہ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں ان کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ جہنم میں جانے والے مجرموں کے احوال کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان کو زنجیروں میں جکڑ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک تو آگ کا عذاب ہوگا اور اس پر اضافہ یہ کہ اس میں گرفتار حالت میں رہنا پڑے گا، اس وجہ سے ان کی تکلیفوں میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں اور کشتیوں کا ذکر بھی کیا کہ چوپایوں اور کشتیوں کو اللہ تعالیٰ نے ہماری سواری کے لیئے بنایا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی سواریاں انسان کے پاس نہ ہوتیں تو انسان کے لیئے فاصلوں کو طے کرنا بہت مشکل ہو جاتا۔ اس سورت کے آخر میں جا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے جب اللہ کا عذاب آجاتا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور ہم ماضی میں کیئے گئے شرک کا انکار کرتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے عذاب یا سختی کو دیکھ کر ایمان قبول کیا جائے یا اس کا اظہار کیا جائے تو ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ پروردگار عالم کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں جاری ہے اور کافروں کا مقدر گھاٹا ہے۔

سورۃ مومن کے بعد سورۃ حم السجدہ ہے ۔سورۃ حم السجدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ڈرائیں اور ان کو بشارت دیں مگر لوگوں کی اکثریت قرآن مجید کی دعوت سے اعراض کر لیتی ہے اور کہتی ہے ہمارے کان اور دل آپ کی دعوت کو سننے اور ماننے سے قاصر ہیں۔ یہ کافروں کی بدنصیبی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کھلی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زکوۃ نہ دینے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے لوگ مشرک اور آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔ ان کے مدمقابل جو لوگ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والے ہیں ان کے لیئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر تیار کر دیا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کا بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو دو دن میں بنایا تھا اور ہر آسمان پر اپنے حکم کو وحی کے ذریعے نازل فرمایا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں بنایا اور پھر اس کے بعد دو دن کے اندر اس میں پہاڑوں اور دیگر لوازمات کو پیدا کیا تھا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد و ثمود پر آنے والے عذابوں کا بھی ذکر کیا ہے کہ قوم عاد کے لوگ اپنی قوت پر ناز اں تھے اور اس بات کو بھول چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ جو ان کو بنانے والا ہے ان سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے ۔اسی طرح ثمودیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں دکھلائیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھ کر بھی بغاوت پر آمادہ و تیار رہے۔

جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ سے دشمنی رکھنے والوں کے کان، آنکھ اور کھال بھی ان کے خلاف گواہی دیں گی ۔ وہ لوگ اپنی کھال سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ ہمارے خلاف کیوں گواہی دیتی ہو۔ تو ان کی کھال کا یہ جواب ہوگا کہ اس اللہ نے ہمیں قوت گویائی عطا فرمائی ہے جو ہر چیز کو قوت گویائی دیتا ہے۔ ان کی کھال مزید کہے گی کہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے واقف نہیں ہے، تمہاری اس بدگمانی نے آج تمہیں گھاٹے میں ڈال دیا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور انہوں نے اس پر استقامت کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر موت کے وقت فرشتوں کا نزول فرمائے گا اور فرشتے ان سے کہیں گے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ تم کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے ساتھ تھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس جنت میں تمہارے لیئے وہ سب کچھ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کے سامنے سجدہ کرنے سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کیا کرو، اگر تم اس کی پوجا کرنے والے ہو ۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ باطل نہ اس کتاب یعنی قرآن کو آگے سے چھو سکتا ہے نہ پیچھے سے اور اس کو حکمت والے لائق تعریف نے نازل کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح
ترجمہ و خلاصہ

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

چھبیسواں پارہ

چھبیسویں پارے کا آغاز سورۃ حم سجدہ سے ہوتا ہے۔اس پارے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وسعت کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کی کیفیت یہ ہے کہ قیامت کی گھڑیوں کا علم صرف اس کے پاس ہے اور ہر اگنے والے پھل کا علم اس کے پاس ہے اور ہر عورت کے حمل اور اس کے بچے کی پیدائش کا علم اللہ کے پاس ہے۔اللہ تعالیٰ چونکہ خود بنانے والے ہیں اس لیئے اس سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ انسان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کی اپنی ذاتوں میں بھی یہاں تک کہ انسانوں کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے۔

سورۃ حم سجدہ کے بعد سورۃ شوریٰ ہے۔سورۃ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر اس لیے وحی کو نازل فرمایا ہے کہ وہ اہل مکہ اور اس کے گرد و نواح اور پوری کائنات کے لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرائیں جس کی آمد میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرح نہیں ہے اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی دین کی وصیت کی گئی ہے جس کی وصیت جناب نوح، جناب ابراہیم، جناب موسیٰ، جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کی گئی تھی کہ دین کو قائم کیا جائے۔یعنی زندگی کے ہر شعبے کو دین کے تابع کر لیا جائے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تلقین کی کہ آپ اعلان فرمادیں کے میں دین کی دعوت کے سلسلے میں کسی اجر کا طلب گار نہیں ہوں لیکن میں اتنا ضرور چاہوں گا کہ رشتۂ قرابت کا خیال کیا جائے۔انبیاء علیہم السلام دعوت دین کا کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں اور اس کے بدلے وہ دنیا کی زندگانی کے طلب گار نہیں ہوتے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ انسان کو زندگی میں جتنی بھی مصیبتیں آتی ہیں ان کا بنیادی سبب انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو نظر انداز بھی فرما دیتے ہیں۔قرآن کے ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہر غلطی پر گرفت فرمائیں تو زمین پر کوئی مخلوق زندہ باقی نہ رہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ مسلمانوں کے تمام کام مشاورت سے طے ہوتے ہیں یعنی حقیقی مسلمان ہر کام میں اپنی رائے کے پیچھے چلنے کی بجائے مشاورت کے راستے کو اختیار کرتا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ وہ جس کو چاہتے ہیں بیٹے دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں بیٹیاں دیتے ہیں۔جس کو چاہتے ہیں بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بے اولاد رکھتے ہیں۔اولاد کی تقسیم صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ مالک کائنات جب بھی اپنے کسی بندے یعنی کسی نبی سے کلام کرتے ہیں تو پردے کی اوٹ سے کلام کرتے ہیں یا اس پر وحی نازل فرماتے ہیں یا اپنے کسی فرشتے کو پیغام دیکر اپنے نبی کے پاس بھیجتے ہیں۔خود پردے کے پیچھے اس لیے رہتے ہیں کہ یہ ان کی بلندی اور حکمت کا تقاضا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر اپنا قرآن اتارا جس سے ایمان اور کتاب کی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ پر واضح کر دیا اور اس کے ذریعے رسول اللہ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتے رہے۔

سورۃ شوریٰ کے بعد سورۃ الزخرف ہے سورۃ الزخرف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قرآن کو عربی میں اتارنے کی وجہ یہ تھی کہ اہل عرب اس زبان کو جانتے تھے اور اس کو پڑھ کر وہ شعور حاصل کر سکتے ہیں اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اپنے نزول سے قبل قرآن مجید لوح محفوظ میں موجود تھا۔

اس سورت میں ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی کو بقدر ضرورت اتارتے ہیں اور اس سے مردہ زمینوں کو زندہ فرماتے ہیں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اس نے جانوروں اور کشتیوں کو بنایا جن پر انسان سواری کرتا ہے جب ان کی پشت پر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے ان کو مسخر کیا اور ہم ان کو قابو میں لانے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم نے اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی شدید مذمت کی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا حصہ دار بناتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ کے لیے تو بیٹیاں بناتے ہو اور خود اگر تمہیں بیٹی کی پیدائش کی خوشخبری دی جائے تو تمہارے چہرے صدمے سے سیاہ ہو جاتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بھی ہم نے کسی بستی میں اپنے کسی نبی کو بھیجا تو اس بستی کے امراء نے کہا کہ ہم نے اپنے آباء کو ایک خاص طریقے پر پایا ہے اور ہم اس کی پیروی کرنے والے ہیں۔اس کے جواب میں انبیاء نے کہا کیا ہم تم کو اس بات سے آگاہ نہ کریں جو تمہارے آباء کے طریقے سے بہتر ہے۔تو جواب میں بستی کے سردار کہنے لگے جو کچھ تم لے کر آئے ہو ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ بھی بتلایا کہ کافروں کو اس بات پر اعتراض تھا کہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی چوہدری پر کیوں نہیں اترا۔اللہ نے کہا کیا میری رحمتوں کو تقسیم کرنا ان کے اختیار میں ہے؟ میں جب چاہتا ہوں اور جہاں چاہتا ہوں اپنی رحمت کو اتار دیتا ہوں۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شیطان کو ان کا ساتھی بنا دیتے ہیں اور وہ راہ ہدایت سے بھٹک جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ انہوں نے جناب موسیٰ کو فرعون کے پاس واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا لیکن فرعون اور اس کے مصاحبین ایمان لانے کی بجائے جناب موسیٰ کا مذاق اڑاتے رہے اللہ تعالیٰ ان کو پے در پے نشانیاں دکھلاتے رہے اور ان پر عذاب کو بھی مسلط کیا تاکہ وہ پلٹ آئیں اور جب بھی بھی ان پر عذاب ٹل جاتا وہ پارہ بغاوت پر آمادہ و تیار ہو جاتے۔فرعون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی تردید کرنے کے لیے ایک مرتبہ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا میرے پاس مصر کی حکومت نہیں ہے اور یہ نہریں میرے قدموں اور محلات کے نیچے سے بہتی ہیں کیا میں بہتر ہوں یا موسیٰ علیہ السلام جن کی زبان میں لکنت ہے۔اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کے پاس سونے کے ڈھیر کیوں نہیں اور ان کے ہمراہ فرشتوں کی جماعتیں کیوں نہیں۔یہ سب کچھ سننے کے بعد فرعون کی قوم کے لوگ پھسل گئے اور انہوں نے فرعون کی اطاعت کو اختیار کر لیا۔درحقیقت ایسے تمام لوگ گناہ گار تھے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی علامات میں سے ایک قرار دیا۔قرب قیامت میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ دوبارہ اسلامی شریعت کو دنیا میں نافذ کریں گے۔

سورۃ الزخرف کے بعد سورۃ دخان ہے۔سورۃ دخان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کو بابرکت رات میں نازل کیا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے عقیدے کا ذکر کیا کہ وہ یہ کہتے تھے یہاں دنیا میں آنے والی موت کے بعد کوئی موت نہیں ہو سکتی اور نہ ہم کو اٹھایا جائے گا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے آباء کو ہمارے سامنے لایا جائے تاکہ ہمیں یقین ہو سکے کہ اس زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی موجود ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے کہ ہم نے زمین اور آسمان اور ان کے مابین جو کچھ بھی ہے کھیل کے لیے نہیں بنایا بلکہ ان کو حق کے ساتھ بنایا ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے اور یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو جمع فرمائے گا۔

اس کے بعد سورۃ جاثیہ ہے اور سورۃ جاثیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نشانیوں کا ذکر کیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین و آسمان میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے اور انسانوں اور جانوروں کی تخلیق میں نشانیاں ہیں یقین رکھنے والوں کے لیے اور صبح و شام کی گردش میں اور آسمان سے اترنے والے پانی میں جس سے مردہ زمینیں زندہ ہوتی ہیں اور ہواؤں کے چلنے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے ان سمندروں میں کشتیوں کو چلایا جائے اور اس کا فضل تلاش کیا جائے تاکہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب و حکمت اور نبوت دی اور پاکیزہ رزق بھی دیا اور ان کو جہانوں پر فضیلت دی۔پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شریعت کو بنی اسرائیل سے لیکر رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی تلقین کی کہ آپ نے یہود و نصاریٰ کی خواہشات کو کوئی اہمیت نہیں دینی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جو اللہ کو بھول چکے ہیں اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں ان کے دلوں اور کانوں پر مہریں اور آنکھوں پر پردہ ہے تو پس کون ہے جو اللہ کے ماسوا ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔اللہ نے اس سورت میں دہریت کو بھی رد کیا اور کہا کہ اگر دہریے مردوں کو اپنی آنکھوں سے زندہ ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو زندگی کے بعد موت دیتے ہیں اور پھر قیامت کے دن دوبارہ اکٹھا جمع کریں گے اور لوگوں کی اکثریت اس بات کو نہیں جانتی۔اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔(آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح
ترجمہ و خلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

چھبیسواں پارہ

چھبیسویں پارے کا آغاز سورۃ الاحقاف سے ہوتا ہے۔ سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مشرک کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جو شرک کرتے ہیں ان کو کہیئے کہ اگر وہ سچے ہیں تو کوئی سابقہ کتاب یا علم کا ٹکڑا اپنے موقف کی دلیل کے طور پر لے کر آئیں۔ مزید ارشاد ہوا کہ اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارتا ہے، جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ کافر رسول اللہ ﷺ پر جھوٹا بہتان باندھتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ نے قرآن مجید کو گھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حبیب علیہ السلام آپ اعلان فرمائیں کہ اگر میں نے اس کو گھڑا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بغیر میں کسی بھی چیز کی ملکیت نہیں رکھتا یعنی اللہ تعالیٰ کب ممکن ہے کہ اپنے اوپر جھوٹ باندھنے والے کی گرفت نہ فرمائیں۔ اور ارشاد ہوا کہ آپ کہہ دیجیے تم ذرا دیکھو کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو تم اس کا انکار کر کے درحقیقت تکبر کے مرتکب ہو رہے ہو۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت کو اختیار کیا تو ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ غم اور یہ لوگ جنتی ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے اور ان کو ان کے کیئے کی جزا ملے گی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین سے حسن سلوک کی وصیت کی۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ اٹھایا اور تکلیف کے ساتھ پیدا کیا اور یہ تیس ماہ تک حمل اور دودھ پینے کی مدت سے گزرتا ہوا زندگی کی مختلف منزلیں عبور کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چالیس برس کی عمر یعنی اپنی جسمانی اور فکری بلوغت کی انتہا کو پہنچا تو اس نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں اور میری نسل کی اصلاح کر، میں تجھ سے توبہ کا طلبگار ہوں اور میں احکامات الٰہی کو تسلیم کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور ان کی خطاؤں کو معاف فرما کر جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جنات کے ایک گروہ نے قرآن مجید کی تلاوت کو سنا، وہ خاموشی سے قرآن مجید کی تلاوت سنتے رہے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت مکمل ہوگئی تو اپنی قوم کے پاس واپس پلٹے اور کہا کہ اے قوم جنات! ہم نے ایک کتاب کو سنا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اتری ہے اور اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی تائید کرتی ہے، یہ کتاب حق اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے قوم جنات! تم اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو اور اس پر ایمان لے آؤ، وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ اسی طرح صبر فرمائیں جس طرح آپ سے قبل اولوالعزم انبیاء یعنی نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام صبر فرماتے رہے اور حضرت محمد ﷺ نے جب دعوت دین پر صبر کیا تو آپ کا صبر تمام انبیاء سے سابقہ کے صبر پر سبقت لے گیا۔

سورۃ الاحقاف کے بعد سورۃ محمد ہے۔ سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ جو لوگ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ان کے اعمال گمراہ کن ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لائے جس کو اللہ نے حق کے ساتھ نازل فرمایا تو اللہ نے ان کی خطاؤں کو معاف کر دیا اور ان کے معاملات کو سنوار دیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم اللہ کی مدد یعنی اس کے دین کا کام کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کافروں کے رہن سہن اور کھانے پینے کی مثال دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس طرح کھاتے پیتے اور رہتے ہیں جس طرح جانور کھاتے پیتے اور رہتے ہیں اور ان کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت کی مثال، جس کا وعدہ نیکوکاروں سے کیا گیا ہے اس طرح ہے کہ اس میں بغیر بو کے پانی کی نہریں ہونگی اور ایسے دودھ کی نہریں ہونگی جن کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوگا اور اس میں پاکیزہ ذائقے والی شراب کی نہریں ہونگی اور اس میں صاف شہد کی نہریں ہونگی اور ان کے لیئے اس میں ہر طرح کے پھل ہونگے اور پروردگار کی طرف سے بخشش ہوگی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ قرآن مجید پر کیوں غور نہیں کرتے۔ کیا ان کے دل پر تالے لگے ہوئے ہیں؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکتے رہے اور ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی وہ اللہ تعالیٰ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ان کے اعمال برباد ہو چکے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔ سورۃ محمد کے بعد سورۃ فتح ہے۔ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کی خوشخبری دی ہے۔ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے کافروں کے ساتھ جب صلح کی تو بظاہر تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ صلح میں کافروں کو بالادستی حاصل ہو رہی ہے مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کا بھی ذکر کیا کہ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سیدنا عثمانؓ کے قصاص کے لیئے بیعت لی تھی۔ جن صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا جنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کو دیا اور یہ بیعت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جنہوں نے آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کو رکھ دیا تھا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ دین حق کو باقی ادیان پر غالب کر دیا جائے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کافروں پر شدید اور ایک دوسرے پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

سورۃ فتح کے بعد سورۃ حجرات ہے۔ سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل ایمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے اور وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرتے ہیں وہ اپنے اعمال کو ضائع کر بیٹھتے ہیں اور ان کو اس بات کا ادراک بھی نہیں ہوتا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئیں تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کے بغیر سبب کے خلاف ہو جاؤ اور بعد میں تمہیں اپنے کیئے پر ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر مومنوں کے دو گروہوں کی آپس میں جنگ ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کروا دینی چاہیئے۔ اگر ایک گروہ سرکشی پر تلا رہے تو ایسی صورت میں باغی گروہ کے خلاف جنگ کرنی چاہیئے یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو جائے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان کی صلح صفائی کروا دیا کرو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے تجسس کی بھی شدت سے مذمت کی ہے اور بدگمانی کو گناہ قرار دیا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو بدترین گناہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کی مثال یوں ہے جیسے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہو۔ جس طرح کوئی اس عمل کو پسند نہیں کرے گا اسی طرح غیبت سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ قبائل اور گروہ تعارف کے لیئے بنائے گئے جبکہ فضیلت کا سبب صرف تقویٰ ہے۔ جو پرہیزگار ہے وہ اللہ کی نظروں میں عزت دار ہے۔ سورت حجرات کے بعد سورۃ ق ہے۔ سورہ ق میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارض و سماوات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا تھا اور چھ دن میں بنانے کے بعد اس کو تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا احساس تک بھی نہیں ہوا تھا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جہنم میں جب جہنمی ڈال دیئے جائیں گے تو جہنم کہے گی کہ میرے اندر اور لوگوں کو ڈالا جائے۔ جہنم سے بچ نکل کر جنت میں داخل ہو جانے والے خوش نصیب وہی ہوں گے جنہوں نے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کیا ہوگا۔ اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ قرآن مجید کے ذریعے ان کو نصیحت کریں جن کے دلوں میں خوف ہے۔ سورۃ ق کے بعد سورۃ ذریت ہے۔ سورۃ ذریت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی قسمیں کھانے کے بعد کہا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ایک اہم وصف بتلایا ہے کہ وہ راتوں کو جاگنے والے اور سحر کے وقت استغفار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس سورت میں ایک اور اہم نکتہ یہ بتلایا گیا کہ انسانوں کے رزق کا فیصلہ آسمانوں پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تراویح
ترجمہ وخلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

ستائیسواں پارہ

ستائیسویں پارے کا آغاز سورۃ ذٰریت سے ہوتا ہے،اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط،قوم فرعون،قوم عاد،قوم ثمود اور قوم نوح کی نافرمانیوں اوران پر آنے والے عذاب کا ذکر کیا ہے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کی تخلیق کے مقصد کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنات اور انسان کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ تو مجھے ان سے رزق کی طلب ہے اور نہ میں نے کبھی ان سے کھانا مانگا ہے۔اس کے بعد سورۃ طور ہے۔سورۃ طور میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ،بیت معمور،بلند وبالا آسمان،سمندر کی لہروں اور کتاب مقدس کی قسم کھا کر کہا ہے کہ قیامت کا دن ضرور آئے گا اور اس دن پہاڑ چلنا شروع کر دیں گے، اس دن یوم جزا کو جھٹلانے والوں کو جہنم کی آگ کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہ آگ ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے اور اس دن متقی جنت کی نعمتوں میں ہونگے اور جو ان کو پروردگار نے رزق عطا کیا ہوگا کھا رہے ہونگے اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنے سابقہ اعمال کے سبب جو چاہو کھاؤ اور پیو اور وہ لوگ جو ایمان لے آئیں گے اور ان کی اولادیں بھی مومن ہونگی،اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی اولادوں کو جنت میں اکٹھا فرمادے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو (معاذ اللہ) کاہن تھے اور نہ شاعر۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کافر اپنے اتہامات میں سچے ہیں تو ان کو چاہیے کہ قرآن مجید جیسی کوئی بات پیش کریں۔جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کو کس نے بنایا ہے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں۔در حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرنے والوں کے دلائل انتہائی کمزور اور کھوکھلے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو صبر کی تلقین بھی کی اور کہا کہ آپ اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کریں،بے شک آپ میری آنکھوں کے سامنے ہیں یعنی جو صبر بھی رسول اللہ ﷺ کریں گے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی آگاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور معیت ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

سورۃ طور کے بعد سورۃ نجم ہے اور سورۃ نجم میں پروردگار عالم نے کہا ہے رسول اللہ ﷺ اس وقت تک کوئی کلام نہیں کرتے جب تک مالک کائنات ان پر وحی کا نزول نہیں فرماتے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر معراج کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے سفر معراج میں اپنے پروردگار کی بہت سی نشانیوں کو دیکھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرے بندے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا،کیا تم اس پر شک کرتے ہو؟ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ کا بھی ذکر کیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے اور رسول کریم ﷺ نے یہاں پر ایسے رنگوں اور روشنی کے سیلاب کو دیکھا تھا جن کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتلاتے ہیں،ان کو یوم حساب پر یقین نہیں ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ کبیرہ گناہوں اور فحاشی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے گا،ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وسعت کا بھی ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس وقت سے جانتے ہیں جب ان کے ضمیروں کو مٹی سے اٹھایا گیا اور جب وہ اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین کی حیثیت سے موجود تھے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں اور موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی کے اہم مضامین کا ذکر کیا کہ ان صحیفوں میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بے شک انسان کے لیے وہی کچھ ہے،جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور وہ اپنی کوشش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو قرآن مجید پر تعجب کرتے ہیں اور رونے کی بجائے ہنسی مذاق میں اپنا وقت بتا رہے ہیں اور لغویات میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہیے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

اس کے بعد سورۃ قمر ہے۔سورۃ قمر میں اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کا ذکر کیا کہ انہوں نے جناب نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کو دیوانہ اور مجنوں کہا اور ان کو پتھر مارے تو انہوں نے پروردگار سے دعا مانگی کہ میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما۔اس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان کے دروازوں کو کھول دیا،جس سے پانی اترا اور زمین سے چشمے جاری کیے،جس سے پوری قوم تباہ ہوگئی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ القمر میں قوم لوط،قوم عاد اور قوم ثمود کا ذکر کیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے۔قوم عاد پر ہوا،قوم ثمود پر چنگھاڑ اور قوم لوط پر پتھروں کی بارش کو برسایا گیا۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سمجھنے والوں کے لیے آسان بنا دیا،پس ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے۔اس پیغام کو مغضوب قوموں کے ساتھ ذکر کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جس طرح سابقہ قومیں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نصیحتوں کا انکار کر کے اللہ کے غضب کا نشانہ بنیں،اسی طرح قرآن مجید کی نصیحت کا انکار کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ڈر اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ گھر عطا کرے گا اور ان کے قریب ہی مقرب ملائکہ ہوں گے۔

سورۃ القمر کے بعد سورۃ رحمٰن ہے۔سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن مجید سکھلایا،انسان کو بنایا اور اس کو بیان کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور ستارے اور درخت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔اسی نے آسمان کو بنایا اور ترازو کو قائم کیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسانوں کو چاہیے کہ ترازو کو صحیح طریقے سے قائم کیا کریں اور تولنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق کا بھی ذکر کیا اور اس میں مختلف طرح کے پھلوں اور خوشبوؤں کو پیدا فرمایا اور انسانوں اور جنات کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونوں گروہ پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ جنات اور انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو رواں فرمایا جس میں سے موتی اور جواہرات نکلتے ہیں اور اسی کے فضل سے کشتیاں اور بحری جہاز سمندروں میں چلتے ہیں،اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا بھی ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنات کو آخرت میں عطا فرمانے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت میں خوبصورت پھونے ہوں گے،قسم ہا قسم کے پھل ہوں گے اور خیموں میں مقیم کنواری بیویاں ہوں گی جب اللہ تعالیٰ اتنی نعمتیں عطا فرمانے والے ہیں تو اسکی نعمتوں کا انکار کرنا کسی بھی طور درست اور جائز نہیں ہے۔

سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام ذوالجلال والاکرام کے بابرکت ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔سورۃ رحمٰن کے بعد سورۃ واقعہ ہے۔سورۃ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے تین گروہوں کا ذکر کیا۔ایک مقربین کا گروہ ہے جبکہ دوسرا گروہ عام جنتیوں کا ہے جبکہ تیسرا گروہ جہنمیوں کا ہے۔مقربین کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی نعمتوں کو تیار کیا ہے جبکہ عام جنتی بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات پر شاداں وفرحاں ہوں گے۔جبکہ جہنمیوں کو تھوہر کا درخت کھانا پڑے گا،جس سے ان کے معدے ابل اور پگھل جائیں گے اور ان کو پیپ اور بھاپ والا پانی پلایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ لوگ بہت گناہ گار تھے اور اپنی پیدائش کو بھول چکے تھے کہ اگر ان کو پہلی مرتبہ پانی کے قطرے سے پیدا کیا جا سکتا ہے تو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کیا جا سکتا۔یہ لوگ اپنی کھیتی باڑی پر بھی غور نہیں کرتے تھے کہ جو بیج یہ بوتے تھے اس کو یہ تو نہیں پیدا کرتے تھے،اس کو پروردگار پیدا کرتا تھا۔اور بارش کا پانی بھی ان کی رہنمائی کے لیے کافی تھا کہ بارشوں کا نزول بھی انسان کی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتا تھا۔لیکن ان کی گمراہی ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔

سورۃ واقعہ کے بعد سورہ حدید ہے اور سورۃ حدید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا ذکر کیا کہ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی دو جماعتوں کا ذکر کیا کہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والے صحابہ کا مقام،فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں کے مقابلے میں زیادہ ہے لیکن دونوں گروہ جنتی ہیں۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ لوہے کو اللہ تعالیٰ نے اتارا،جس میں قوت بھی ہے اور انسانوں کے لیے فائدہ بھی ہے۔اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے دلوں میں رحمت اور محبت کو اللہ نے پیدا کیا جبکہ رہبانیت کا تصور خود انہوں نے وضع کیا لیکن وہ اس کو نباہ بھی نہیں سکے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ان میں سے ایمان لائے،وہ اجر کے حق دار ہیں مگر ان کی اکثریت ایمان سے دور اور سرکشی پر آمادہ ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے،سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔(آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

اٹھائیسواں پارہ

اٹھائیسویں پارے کا آغاز سورۃ مجادلہ سے ہوتا ہے۔ سورۃ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی سے متعلق ایک انتہائی اہم مسئلے کا ذکر کیا۔ زمانہ قبل اسلام میں اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا یا اس کی پشت کو اپنی ماں کی پشت کی طرح کہہ دیتا تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جاتی تھی اور یہ مسئلہ اسلام میں بھی اسی طرح جاری تھا یہاں تک کہ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نے ان کو اپنی ماں کہہ دیا۔ سیدہ خولہ اس بات پر انتہائی صدمہ پہنچا۔ آپ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے مسئلے سے آگاہ کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اس مسئلے میں پروردگار کے حکم کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس پر سیدہ خولہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی کہ یا اللہ اب تو ہی میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ آیندہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کہے گا تو ایسی صورت میں اگر 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ساٹھ دن متواتر روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی بیوی کو اس کفارے کی وجہ سے دوبارہ اس پر حلال فرما دے گا۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی نفی سے متعلق فرمائی ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں سرگوشی میں بات نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس طرح کرے اس کو صدقہ کرنا چاہیے تاکہ اس کی کوتاہی کا ازالہ ہو سکے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ کائنات کے کسی بھی مقام پر اگر دو اشخاص موجود ہوں تو تیسرا ان کے ساتھ اللہ اور اگر پانچ ہوں تو چھٹا ان کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ یعنی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت، سماعت، بصارت، گرفت اور اختیار کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے محبت اور نفرت کا معیار بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے دشمن کے بارے میں محبت ہو۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہے چاہے وہ اس کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

سورۃ مجادلہ کے بعد سورۃ حشر ہے۔ سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ عطا کرتے ہیں اسکو لے لیا کرو اور جس سے روکتے ہیں، اس سے رک جایا کرو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے تین گروہوں کا بھی ذکر کیا۔ ایک گروہ مہاجرین کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا گھر بار چھوڑا۔ دوسرا گروہ انصاری صحابہ کا جو مہاجرین کی مدد پر کمربستہ رہے اور تیسرا گروہ ان لوگوں کا جو مہاجر اور انصار صحابہ کے بعد آئے اور انہوں نے دعا مانگی "اے ہمارے پروردگار تو ہمیں بھی معاف فرما اور ہم سے پہلے جو ہمارے بھائی ایمان میں سبقت لے گئے ان کو بھی معاف فرما اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بھی بغض نہ فرما بے شک اللہ تو رؤف اور رحیم ہے۔"

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو پہاڑ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اور ان مثالوں کو اللہ تعالیٰ غور و فکر کرنے والوں کے لیے بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد سورۃ ممتحنہ ہے۔ سورۃ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے اہل ایمان کا ذکر کیا کہ انہوں نے مشرکوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا ہم تم سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں اور تمہارے معبودوں سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں، ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور نفرت کی بنیاد پڑ چکی ہے یہاں تک کہ تم توحید پر ایمان نہیں لے آتے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ کافر جو مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور ان کے خلاف سازشیں نہیں کرتے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے اور جو کافر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنا چاہیے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کے نکاح کو کافر مردوں کے ساتھ ناجائز قرار دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اگر کافر عورت ہجرت کر کے اہل ایمان کے پاس آ جائے تو اہل ایمان کو حق مہر ادا کرنے کی صورت میں اس عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ اگر کافر عورت مسلمان ہونے کے لیے آئے تو اس سے بیعت لینی چاہیے کہ شرک نہیں کرے گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرے گی، چوری نہیں کرے گی، بدکاری نہیں کرے گی، کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائے گی اور نیکی کے کاموں میں نافرمانی نہیں کرے گی۔ اگر وہ بیعت کریں تو ان کو دائرہ اسلام میں داخل کر لینا چاہیے اور ان کے لیے بخشش کی دعا مانگنی چاہیے۔

سورۃ ممتحنہ کے بعد سورہ صف ہے۔ سورہ صف میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بیان فرمایا کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ جب رسول اللہ ﷺ نشانیوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ دین اسلام کو باقی ادیان پر غالب کر دیا جائے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اللہ کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو جب کہ تمہارے علم میں ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب وہ سیدھے راستے پر نہ آئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔

سورۃ صف کے بعد سورۃ جمعہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جمعہ کے آداب بتلائے ہیں کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو کاروبار چھوڑ کر فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔ اور جب جمعہ کی نماز ادا کر لی جائے تو کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ تاہم کاروباری مصروفیات کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ انسان کامیاب ہو جائے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ بعض لوگ تجارت اور لہو و لعب کی وجہ سے جمعہ اور نماز کو بھول جاتے ہیں حالانکہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ تجارت اور لہو و لعب سے بہت بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والے ہیں۔

سورۃ جمعہ کے بعد سورۃ منافقون ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا ذکر کیا کہ منافق رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کے زبان سے شہادت دیتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کو پتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ذکر کیا کہ دنیا کا مال و دولت اور ان کے جسموں کی کیفیت دیکھ کر انسان متاثر ہوتا ہے لیکن منافقوں کے لیے آخرت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ نے منافقوں کی اس حرکت کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اور اپنے آپ کو عزت دار کہا تھا جبکہ عزت اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا ہے کہ موت کی آمد کے بعد اعمال کا سلسلہ رک جائے گا اور آدمی حسرت کرے گا کہ کاش مجھے موقع مل جاتا اور میں اللہ کو راضی کرنے کیلئے صدقہ خیرات کر لیتا اور نیکوکار بن جاتا لیکن اس وقت اس کے بس میں کچھ نہیں ہوگا۔

اس کے بعد سورۃ تغابن ہے۔ سورۃ تغابن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مصیبت بھی آتی ہے اللہ کے حکم سے آتی ہے اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرما دیتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کا مال اور اس کی اولاد اس کے لیے آزمائش ہے اور بعض بیویاں اور اولادیں تو تمہاری دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس حد تک ممکن ہو اللہ کے ذکر کو اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد سورۃ طلاق ہے۔ سورۃ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے طلاق کی مختلف عدتوں کا ذکر کیا ہے کہ بوڑھی عورت کی عدت تین ماہ ہے جبکہ عام عورت کی عدت تین حیض ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے فوائد کا بھی ذکر کیا کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مشکلوں کو دور فرماتے ہیں۔ اس کے معاملات کو آسان فرماتے ہیں اور اس کو رزق وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے انسان گمان بھی نہیں کر سکتا۔

سورۃ طلاق کے بعد سورۃ تحریم ہے۔ سورۃ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام نہیں کر لینا چاہیے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثال ناکام عورتوں کے طور پر دی کہ نبیوں کے ساتھ رہنے کے باوجود وہ ناکام ٹھہیں اور فرعون کی بیوی اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی مثال کامیاب عورتوں کے طور پر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

انتیسواں پارہ

تراویح
ترجمہ وخلاصہ
حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

انتیسویں پارے کا آغاز سورۃ ملک سے ہوتا ہے۔ سورۃ ملک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے زندگی اور موت کو اس لیے بنایا تاکہ وہ جان لیں کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس نے سات آسمان بنائے اور اس نے اس انداز میں ان کو بنایا کہ اس کی تخلیق میں کسی بھی قسم کی کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور ان کے ذریعے وہ شیطان کو بار بھگانے کا کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو جہنم کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والے نہیں آئے تھے تو جواب میں جہنمی کہیں گے بلاشبہ ہمارے پاس ڈرانے والے آئے لیکن ہم نے ان کو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو نازل نہیں کیا اور ہم معاذ اللہ ان کو جھٹلاتے رہے۔ اگر ہم نے سنا ہوتا اور عقل سے کام لیا ہوتا تو آج جہنم میں نہ ہوتے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے ڈر کو اختیار کیا ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احسانات کا بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں سماعت، بصارت اور دل جیسی نعمتیں عطا کیں لیکن کم ہی لوگ ہیں جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ اعلان فرما دیں کہ وہ رحمٰن ہے جس پر ہمارا ایمان اور بھروسا ہے اور لوگ عنقریب جان لیں گے کہ کون کھلی گمراہی میں ہے۔

سورۃ ملک کے بعد سورۃ القلم ہے۔ سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق عظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اعلان فرمایا تھا کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تنگ اور نیک زمیندار کا بھی ذکر کیا کہ وہ اپنے باغات کی آمدنی میں اللہ تعالیٰ کے حق کو احسن طریقے سے ادا کیا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ فصلوں کی کٹائی میں سے کسی غریب کو کچھ نہیں دیں گے۔ جب فصلوں کی کٹائی کا وقت آیا تو وہ صبح سویرے نکلے تاکہ راستے میں ان کو کوئی مسکین نہ مل جائے، جب وہ باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کھیت یا باغ نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی، پہلے تو ان کو شک ہوا کہ وہ راستہ بھول گئے ہیں لیکن اچھی طرح غور کرنے کے بعد وہ سمجھ گئے کہ وہ راستہ نہیں بھولے بلکہ ان کا باغ اجڑ چکا تھا۔

یہ واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ جب مال کو راہ خدا میں خرچ نہ کیا جائے تو اس مال کے ضائع ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کافر رسول اللہ ﷺ کو بڑی بری نظر سے دیکھتے تھے، جب وہ آپ کی باتیں سنتے تو (نعوذ باللہ) آپ کو دیوانہ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنی نگاہوں سے گرانا چاہتے ہیں، اس لیے آپ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن مجید جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

سورۃ القلم کے بعد سورۃ الحاقہ ہے۔ الحاقہ سے مراد حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں قیامت کو حقیقت کے نام سے پکارا ہے اور اس حقیقی کھڑکھڑاہٹ کو جھٹلانے والوں کے انجام سے کائنات کے لوگوں کو باخبر کیا ہے کہ قوم عاد اور ثمود نے قیامت کو جھٹلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو ایک چیخ کے ذریعے اور قوم عاد کو تیز ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ عادیوں کو اپنی طاقت پر غرور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سات راتوں اور آٹھ دنوں کے لیے طوفان کو مسلط کر دیا۔ طوفان نے ان کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ وہ زمین پر یوں پڑے نظر آتے تھے جیسے کٹے ہوئے کھجور کے تنے پڑے ہوں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بارے میں کافروں کے اقوال کو نقل کر کے ان کی تردید کی ہے۔ کافر رسول اللہ کو (نعوذ باللہ) شاعر اور کاہن کہتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو کچھ بھی آپ پر اترا ہے پروردگار عالم نے اتارا ہے اور اس میں جھوٹ والی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر جھوٹ باندھنے والے کو بھی فلاح نہیں دیتے جبکہ اللہ کے حبیب ﷺ کے مذکروں کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک جاری وساری فرما دیا ہے۔

سورۃ الحاقہ کے بعد سورۃ المعارج ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کا ذکر کیا ہے کہ اس کی طوالت پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ مجرم کی خواہش ہوگی کہ اپنے بیٹے، اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور قبیلے بلکہ جو کچھ زمین میں ہے سب کو بطور فدیہ دے دے اور اس دن کے عذاب سے خود کو چھڑا لے۔ اس دن جو لوگ عذاب سے بچیں گے ان کے اوصاف بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی پاک دامنی کا تحفظ کرنے والے ہوں گے۔ امانتوں اور وعدوں کی پاس داری کرنے والے ہوں گے۔ حق کی گواہی پر قائم رہنے والے ہوں گے اور نماز کی حفاظت کرنے والے ہوں گے، یہی لوگ جنتوں کے حق دار ٹھہریں گے۔ سورۃ معارج کے بعد سورۃ نوح ہے۔ سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام کی دین کے لیے محنت کا ذکر کیا کہ جناب نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کے لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے۔ انہوں نے صبح شام پوری تندہی سے اللہ کے دین کی خدمت کی اور اپنی قوم کے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ وہ پروردگار سے استغفار کیا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ بارشوں کو ان کی مرضی کے مطابق نازل فرمائے گا اور ان کے مال اور بیٹوں میں بھی اضافہ کرے گا اور ان کے لیے نہروں کو بہا دے گا اور باغات کو آباد کر دے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ قوم نوح کے لوگ شرک پر پوری طرح کاربند رہے اور اپنے بتوں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ جناب نوح علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کی کہ اے پروردگار زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دینا۔ جناب نوح علیہ السلام کی بددعا قبول ہوئی اور آسمان سے اترنے والی بارش اور زمین سے نکلنے والے سیلاب نے ہر چیز کو تہ وبالا کر دیا اور صرف ایمان دار لوگ باقی رہ گئے۔

سورۃ نوح کے بعد سورۃ جن ہے۔ سورۃ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کے قبول اسلام کا ذکر کیا کہ انہوں نے قرآن کی حلاوت کو سنا تو کہنے لگے کہ قرآن کیا خوبصورت کلام ہے، جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، پس ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے پروردگار کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ پروردگار کا مقام بہت بلند ہے نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی بیٹا۔ انہوں نے قرآن مجید کے نزول کے بعد اپنی قوم کے لوگوں کو بھی توحید کی دعوت دی چنانچہ انسانوں کی طرح جنات کی بھی ایک جماعت اہل توحید میں شامل ہو گئی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں پکارنا چاہیے۔ سورۃ جن کے بعد سورۃ مزمل ہے۔ سورۃ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام سے کہا ہے کہ وہ پوری رات عبادت نہ کیا کریں بلکہ نصف رات، اس سے کچھ زیادہ یا کم عبادت کیا کریں، اس لیے کہ انہوں نے دن کو بھی بہت سے کام انجام دینے ہوتے ہیں، تاہم اللہ تعالیٰ کا نام وقتے وقتے سے لیتے رہا کریں۔ رسول اللہ ﷺ عبادت میں بہت زیادہ محو ہو گئے تو اللہ نے پیار سے اپنے حبیب کو بتایا کہ آپ پر اپنی جان، اہل وعیال اور سماج کا بھی حق ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ قرآن جس قدر آسانی سے ممکن ہو، ضرور پڑھنا چاہیے۔ سورۃ مزمل کے بعد سورۃ مدثر ہے۔ سورۃ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے حبیب علیہ السلام سے کہا کہ آپ کو اپنے پروردگار کی کبریائی کو بلند کرتے رہنا چاہیے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام بد کا بھی ذکر کیا جو قرآن مجید کو غرور کی وجہ سے جھٹلاتے ہیں۔ ان کو جہنم کا مزا چکھنا پڑے گا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کے پہریدار فرشتوں کی تعداد 19 بتائی ہے اور جہنم میں لیکر جانے والے اہم جرائم میں نماز میں کوتاہی اور مساکین کو کھانا نہ کھلانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ القیامہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑیوں کا ذکر کیا کہ یقیناً قیامت آئے گی اور کافر جو اللہ کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہڈیوں کو دوبارہ کیسے بنائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے انگلیوں کے پوروں تک کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل نہیں ہے۔

اس کے بعد سورۃ دہر ہے۔ سورۃ دہر میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا ذکر کیا کہ انسان پر ایک دور ایسا تھا جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔ اللہ نے پانی کے ایک قطرے سے اسے دیکھنے اور سننے والا بنا دیا اور اس کو دو راہیں بھی بتا دیں کہ چاہے شکر کرے چاہے انکار۔ اس کے بعد سورۃ مرسلات ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے صحت مرتبہ روز قیامت کو اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے تباہی کا دن قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ibtisamelahizaheer@yahoo.com

تیسواں پارہ

تیسویں پارے میں چونکہ سورتوں کی تعداد زیادہ ہے اس لیے تمام سورتوں پر گفتگو نہیں ہو سکے گی۔ اور اس پارے کے اصل اہم مضامین کا جائزہ لینے کی کوشش کی جائے گی۔ تیسویں پارے کا آغاز سورۃ النبا سے ہوتا ہے۔ سورۃ النبا میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑیوں کا ذکر کیا ہے کہ قیامت کی آمد ایک بہت بڑی خبر ہوگی جس کی آمد سے قبل بہت سے لوگوں کو اس کے ہونے کے بارے میں شبہات اور اختلافات تھے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نشانیوں کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح اس نے زمین کو ہمارے لیے بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے۔ اور کس طرح اس نے رات کو لباس اور دن کو معیشت بنایا ہے اور کس طرح اس نے ہمیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے منکروں کی سزا کا بھی ذکر کیا کہ وہ کس طرح صدہا برس جہنم میں پڑے رہیں گے۔

اس کے بعد سورۃ النازعات ہے۔ سورۃ النازعات میں پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے آپ کو خواہش کی پیروی سے بچایا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ دنیاوی طور پر انسان کی ہلاکت کا بڑا سبب اس کی خواہشات ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنی خواہشات پر قابو پالے تو وہ حقیقی کامیاب اور کامران ہو سکتا ہے۔

سورۃ النازعات کے بعد سورۃ عبس ہے۔ سورۃ عبس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑیوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا بھائی اپنے بھائی سے اور بھاگے گا اور بیٹا اپنے والدین سے اور بیوی اپنے شوہر سے بھاگے گی اور والدین اپنے بچے سے بھاگیں گے۔ ہر کسی کی خواہش ہوگی کہ وہ آگ سے کسی بھی طور پر بچ جائے یا اپنے کے بدلے کسی دوسرے کو پکڑ لیا جائے۔ اس کے بعد سورۃ تکویر ہے۔ سورۃ تکویر میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کل کائنات کے ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں۔ اور کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر صراط مستقیم پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ سورۃ تکویر کے بعد سورۃ الانفطار ہے۔ سورۃ الانفطار میں اللہ تعالیٰ نے جہاں پر قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کیا ہے وہیں پر انسانوں کے حساب و کتاب کو نوٹ کرنے والے فرشتوں کا بھی ذکر کیا جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ کراماً کاتبین انسانوں کے ہر عمل کو نوٹ کرتے ہیں اور یہی اعمال ہر قیامت کے دن انسانوں کو پیش کیا جائے گا۔

سورۃ الانفطار کے بعد سورۃ مطففین ہے۔ سورۃ مطففین میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اپنے حق میں تو ترازو کو پوری طرح استعمال کرتے ہیں لیکن دوسروں کے لیے ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سورۃ مطففین کے بعد سورۃ انشقاق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ انسان محنت و مشقت کا مظہر ہے اور اس کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے لیے محنت کرے جس سے اس نے ملاقات کرنی ہے۔ اگر انسان اپنے پروردگار کے لیے محنت کرے گا تو اس کو آسان حساب کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ اپنے اہل خاندان کی طرف خوشی خوشی لوٹ کر آئے گا۔

سورۃ انشقاق کے بعد سورۃ بروج ہے۔ سورۃ بروج میں اللہ تعالیٰ نے اخدود کی بستی کا ذکر کیا کہ جنہوں نے ایک صاحب ایمان بچے کی دعوت و تبلیغ کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے جرم میں ان کو انتقام کا نشانہ بنایا گیا اور بے دین بادشاہ نے خندقیں کھود کر ان کو خندقوں میں جلوا دیا تھا۔ بستی کے اہل ایمان نے ہر طرح کی اذیت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن دعوت توحید سے دستبردار ہونا گوارہ نہیں کیا۔ اس کے بعد سورۃ طارق ہے۔ سورۃ طارق میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا ذکر کیا کہ کس طرح انسان کو پانی کے معمولی قطرے سے بنایا اور اللہ تعالیٰ انسان کو پانی کے معمولی قطرے سے پیدا کر سکتے ہیں وہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی آسانی سے زندہ کر سکتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے بعد سورۃ اعلیٰ ہے۔ سورۃ اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا کہ لوگوں کی نگاہ اس دنیا کی زندگی پر ہوتی ہے جبکہ حقیقی اور باقی رہنے والی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اور اس حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی بیان نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان حقائق کا ذکر ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی فرمایا تھا۔ اس کے بعد سورۃ غاشیہ ہے۔ سورۃ غاشیہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑیوں کا ذکر کیا ہے۔ کوئی چھا جانے والی چیز قیامت کے چھا جانے کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس دن چہرے طرح طرح کی کیفیات میں مبتلا ہوں گے۔ کچھ چہرے تاریک اور اداس ہوئے ہوں گے اور مالک کائنات کے عذاب سے خوف زدہ ہوں گے اور کچھ چہروں پر نعمتوں کا اثر ہوگا اور یہ لوگ اپنی کوشش پر راضی ہوں گے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے عمل کا بھی ذکر کیا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر کیوں غور نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کیسے بنایا ہے اور آسمان کو کیسے بلند کیا ہے اور پہاڑوں کو زمین پر کیسے جمایا ہے اور زمین کو کیسے بچھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب بھی تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خالق کو پہچانا جائے اور اس کے بعد اس کی کامل تابعداری کو اختیار کیا جائے۔ سورۃ غاشیہ کے بعد سورۃ فجر ہے۔ سورۃ فجر میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ مومن سے مخاطب ہو کر کہیں گے اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف راضی ہو کر پلٹ جا اور میرے بندوں اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اس کے بعد سورۃ البلد ہے۔ سورۃ البلد میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنے انعامات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ عطا فرمائے اور اس کی رہنمائی دو راستوں کی طرف کی ہے۔ اب اس کی مرضی ہے کہ وہ کس راستے کا انتخاب کرتا ہے۔ جو نیکی کے راستے پر چلے گا جنت میں جائے گا اور جو غلط راستہ اختیار کرے گا وہ جہنمی ہو گا۔ اس کے بعد سورۃ شمس ہے اور سورۃ شمس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو تخلیق کیا اور اس میں نیکی اور برائی کی سمجھ کو الہام کر دیا تو جو اپنے نفس کو نیکی کے راستے پر چلائے گا وہ جنتی ہوگا اور جو نفس کو آلودہ کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

اس کے بعد سورۃ لیل ہے اور سورۃ لیل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس نے صدقہ دیا اور نیکی کی تائید کی اس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان راستے کو ہموار کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اچھی بات کی تکذیب کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکل راستے یعنی جہنم کے راستے کو ہموار کریں گے۔

سورۃ لیل کے بعد سورۃ ضحیٰ ہے اور سورۃ ضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تلقین کی ہے کہ پروردگار کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ اور ان کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔ سورۃ ضحیٰ کے بعد سورۃ الم نشرح ہے۔ سورۃ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر تنگی کے بعد آسانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ سورۃ الم نشرح کے بعد سورۃ التین ہے۔ سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے انسانوں کو بہترین تقویم میں پیدا کیا مگر جو لوگ ایمان اور اعمال صالح کے راستے سے ہٹ گئے ان کو اللہ تعالیٰ نے بدترین مخلوق میں تبدیل کر دیا۔

سورۃ التین کے بعد سورۃ علق ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ علق میں حبیب علیہ السلام کو پروردگار کا نام لے کر قرأت والی کا حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ سورۃ علق کے بعد سورۃ قدر ہے اور سورۃ قدر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا اور قدر والی رات ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت والی ہے اور اس رات میں جبریل امین ہر امر کا فیصلہ لے کر فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور یہ رات طلوع فجر تک سلامتی والی رات ہے۔

سورۃ قدر کے بعد سورۃ البینہ ہے اور سورۃ البینہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو بہترین کردہ اور مخلوقات کو بدترین کردہ قرار دیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ زلزال ہے اور سورۃ زلزال میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے زلزلے کا ذکر کیا ہے اور یہ بات بتائی کہ اس دن زمین اپنے پر ہونے والے ہر اچھے اور برے عمل کو بیان کرے گی۔ اور انسان اپنے چھوٹے سے چھوٹے اچھے عمل اور چھوٹے سے چھوٹے برے عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ اس کے بعد سورۃ عادیات ہے اور سورۃ عادیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ بلاشبہ انسان ناشکرا ہے اور وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ مال کی محبت میں انتہائی شدید ہے۔ اس کے بعد سورۃ القارعہ ہے اور سورۃ القارعہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی ہے اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ اہل نار میں سے ہے۔ اس کے بعد سورۃ تکاثر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کی ناکامی کی وجہ کثرت بتائی ہے کہ جب تک اس کو موت نہیں آتی وہ دنیا کے مال و اسباب کو سمیٹنے کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے اور قیامت کے روز وہ اسی وجہ سے نامراد ہوگا۔ اس کے بعد سورۃ عصر ہے اور سورۃ عصر میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر کہا ہے کہ ہر انسان ناکامی سے دوچار ہوگا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح کو اختیار کیا اور حق بات اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

سورۃ عصر کے بعد اہم سورت الکوثر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جنت کوثر کی بشارت دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ آپ اپنے رب کے لیے نماز اور قربانی کے عمل کو جاری رکھیں، آپ کا دشمن بے نام و نشان رہے گا۔ اس کے بعد اہم سورۃ لہب ہے جس میں نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ابولہب اور اس کی بیوی کے انجام بد کی خبر دی گئی ہے۔ ان کے بعد تین قل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی پناہ طلب کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ اخلاص کی فضیلت اس قدر ہے کہ اس کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن مجید کی تلاوت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

ibtisamelahizaheer@yahoo.com